

# طاسمانی دنیا

دیوبند

ماہنامہ

مئی ۱۹۹۵ء

پرائیمری اور اعلیٰ ثانوی مدارس



پیشہ ورانہ تعلیم والی بدلتی

Rs. 12



ماہنامہ  
طلسمانی دنیا  
دیوبند

مئی ۱۹۹۵ء

پرائیمری اور اعلیٰ تعلیم کا ایجنڈا



پیشوا انجمنوں والی بیروت

Rs. 12



جلد نمبر ۲ \_\_\_\_\_ شماره نمبر ۵ \_\_\_\_\_  
 مئی \_\_\_\_\_ ۱۹۹۵ء \_\_\_\_\_  
 فی شماره ۱۳ \_\_\_\_\_  
 سالانہ \_\_\_\_\_ ایک سو بیس روپے (سادہ ڈاک سے)  
 دو سو روپے \_\_\_\_\_ (رسمی ڈاک سے)  
 پاکستان سے سالانہ \_\_\_\_\_ پانچ سو روپے \_\_\_\_\_  
 غیر مالک سے \_\_\_\_\_ ۲۵ ڈالر (امریکی)  
 لائف ممبری \_\_\_\_\_ تین ہزار روپے \_\_\_\_\_  
 معاونین سے سالانہ \_\_\_\_\_ ایک ہزار روپے \_\_\_\_\_  
 ممبرین سے سالانہ \_\_\_\_\_ پانچ ہزار روپے \_\_\_\_\_

# طاہر عثمانی

معاونین  
 مریم مسیحی  
 خصوصی مشیر: نسیم فاطمہ  
 ایوسفیان عثمانی  
 عموی  
 مسیحات  
 سلیم مسیحی  
 رابعہ بانو مشیریں

ایڈیٹر: حسن الہاشمی  
 سہ ماہی: حضرت الحاج مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب مدظلہ  
 ہمارے زینب نامید عثمانی

نگران: عمر فاروق عاصم عثمانی  
 فون نمبر ایڈیٹر: ۲۲۶۸۲  
 سرکیولیشن منیجر: ڈاکٹر خالد مظلوم  
 فون نمبر ڈاکٹر: ۲۲۶۸۳  
 ایڈیٹر: خالد مظلوم، راحت عثمانی

**اطلاع عام**  
 اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی ملک ہے اس کے کسی بھی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے روحانی مرکز سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ (منجبر)

اس دائرہ میں ○ شرح نشان اس بات کی یاد دہانی کرتا ہے کہ اس شمارے کے ساتھ آپ کا زر تعاون ختم ہو رہا ہے اس شمارے کے موصول ہونے ہی آپ کا زر تعاون روانہ کریں اور اگر خریداری شروع کرنی ہو تو بذریعہ خط اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا شمارہ دی پالی سے ایک سال کی قیمت کے ساتھ روانہ کیا جائے گا اور دی پالی پھر آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ مئی آرڈر سے رقم روانہ کر کے آپ دی پالی خرچ سے بچ جائیں گے۔ (منجبر)

**انتباہ**  
 طلبہ دنیا سے متعلقے مشائخ و مبر سے مقدمہ کی حالت کا حق صرف دیکھ ہی کے عدالت کو حاصل ہوگا۔ (منجبر)

’طلسماتی دنیا‘ روحانی مرکز کے ذریعہ لاپاروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو مٹا۔ آئینہ کے اجرو ثواب کے لئے کوئی شکیں کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر سے رابطہ قائم کریں۔ یا روحانی مرکز کے نام اپنی رقم بھجوا کر خدا کا جور ہوں۔ تعاون علی البتہ والی رقومات کیلئے پوری پوری وضاحت کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ رقومات صحیح صورت میں خرچ کی جاسکیں۔ (منجبر)

ROOHANI MARKAZ  
 ABULMALI DEOBAND - 247554  
 روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴

پرنٹر: پبلشر حسین احمد صدیقی نے جے کے انسٹیٹیوٹ دہلی سے چھپوا کر ’روحانی مرکز‘ محلہ ابوالمعالی دیوبند شائع کیا



# کیا اور کہاں

نورِ ہدایت ۵	مختلف باغوں کے پھول ۶	غزل ۸
صنم خانہ عملیات ۱۱	روحانی ڈاک ۱۹	درسِ عملیات ۲۷
علم الاعداد ۲۹	جانور و نگو خواب میں دیکھنے کی تعبیر ۳۱	آیت الکرسی کی عظمت و افادیت ۳۳
صرف ایک مرض لا علاج ہے ۳۴	جب اللہ تعالیٰ کو مصنف ہو تو پھر بھی نوحہ ۳۵	چشمِ طوفان ۳۷
حیاتِ سرکہ ۵۱	نبیونکی شریکِ حیات ۵۵	اپنی خامیاں دور ۵۷
انعامی پیشکش ۵۸	چار آنکھوں والی بدروح ۵۹	امتحانِ بڑا ۶۳
امتحانِ کامیاب جواب ۶۴	انعامی پیشکش کے صحیح جواب ۶۶	حسنِ انتخاب ۷۳
تنگی اور مفلسی کے اسباب ۶۸	رنگ اور روشنی سے علاج ۶۹	خوفناک حویلی ۷۵
من النصاری الی اللہ ۷۷	انسانوں اور جانوروں کے درمیان منظرہ ۷۸	صرف ایک مرض لا علاج ۸۴

## نورِ ہدایت

دین کے معاملے میں زور زبردستی نہیں ہے۔  
 بلاشبہ جہادِ روحی ہدایت گمراہی ہے۔  
 اب اگر کوئی شخص دماغ گمراہ کرے والوں کی بات۔  
 اور ایمان لے آئے اللہ پر۔  
 تو اس نے بکریا یا مصلوبہ مطلقہ جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔  
 اور اللہ سب کچھ سنا اور جانتا ہے۔  
 اللہ مدگار ہے ایمان والوں کا۔  
 نکالتا ہے ایمان والوں کو تاریکی سے روشنی کی طست۔  
 اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے رفقاء ہیں شیاطین۔  
 اور شیاطین انہیں کھاتے ہیں روشنی سے اندھیرے کی طرف۔  
 یہی وہ لوگ ہیں جو درخ میں جانے کے مستحق ہیں۔  
 اور یہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔  
 (القرآن، سورہ بقرہ)



# مختلف باغوں



## معمول

شادی کے بعد پہلا بچہ — اور وہ بھی لڑکا۔  
وہ بے حد خوش تھا۔ حالانکہ بے کار تھا۔ لیکن اس نے بڑی  
کا زور بیچ کر رشتے داروں اور دوستوں اور چڑوسیوں کی  
شاد اردھوت کی اور یہی گھڑی کے نقد و تقسیم کئے۔  
دوسرے بچے کی پیدائش پر بنا سستی گھڑی کے نقد  
بلانے لگے اور خیرے بچے کے ہم پر صرف عیبیاں — اور  
ساتویں بچے کی پیدائش پر جب میں اس کے گھر مبارکباد  
دیے گیا تو وہ میری ٹھیک ٹھیک ہنسی کے ساتھ بولا اس میں مبارکباد  
دینے کی کیا بات ہے بچے تو جوئے ہی رہتے ہیں۔

## ہوشیاری

اگر لوگ اپنے آپ کو ہوشیار اور دوسروں کی ہوشیاری  
میں اپنی ہی کم عقلی کو دیکھ سکتے ہیں۔ ایک ایسے طاقتور  
میں جہاں خواب بچے پر پاندی تھی ایک بوسہ کا شہدے  
جب ایک نئے میں اذیت شری کو کچا دیا تو شری کو لاہر صرف  
اس نے کہہ کر ہی نہیں سہا۔ آپ کہہ کر ہلے میں ہوتا  
الزام نہیں لگا سکتے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ میں انسان ہیوں  
کوئی فرگوش ہوں!

## دودھ کا قرض

پہانسی کے چند سے پر ہلے والے ایک شخص نے  
میرے کو ایک گٹھ پٹیل میں ان کے نام ایک گٹھ میں  
لکھا۔  
میں آج سوئی مڑا رہا تھا۔ بوسے پر وہ شخص  
بے کس نے تھا۔ دودھ کا قرض چکا دیا اور تھا۔

## امید

گنہ کی سزا میرے جگت لی۔ کیونکہ تم بھی بات ابھی طبع  
جانتی ہو کہ جو کچھ میں نے نہیں تم نے ہی بتایا تھا۔  
میں نے کہا۔ میں اس سے ہرگز ہرگز شادی  
نہیں کر سکتی۔ وہ تو بے عقیدہ ہے وہ تو جہنم پر بھی یقین نہیں  
رکھتا۔  
باپ بولا۔  
بچی۔ ہم اسی نے نہاری شادی اس سے کرنا  
چاہتے ہیں۔ تم سے شادی کے بعد انشا اللہ وہ جہنم پر یقین  
لے آئے گا۔

## مشورہ

کم عمر اس وقت زیادہ بڑی گتھی ہے جیسا کہ  
ساتھ بہت دھری بھی شامل ہو۔ ایک ماں نے اپنے لڑکے  
کو کہہ کر نابالغ لڑکے پر لڑاؤ لڑنے کے منافی پیش  
کی۔ لیکن اسی ان الفاظ کو تو اتارنے استعمال کیا ہے۔  
ماں نے مشورہ دیا۔ تو آئندہ تم غالب کے ساتھ  
ہرگز نہ کھیلنا۔

## زہر

اناک جی نے مجھ سے روئے ہوئے کہا۔  
باقرا میں نے زہید کی ان کو مرنے وقت زبان  
دی تھی قیامت کے روز میں جو کہہ کر دیکھاؤں گی؟  
نہاری شادی ہوگی تو اسی کے ساتھ درنہ میں زہر کھا کر  
میراؤں گی۔ ان کی دھکی لڑکھائیت ہوئی چناؤ نہ لگے  
کے لئے زہر بھی ہی بنا پڑا۔

## دوراندیشی

سارا عذرت میں ڈوب گیا تھا۔ ہر گھر میں اسی  
بات کا چرچا تھا کہ ان شہر میں اپنی چودہ سالہ لڑکی  
کا نکاح تو ہے جس کے ٹھیکیدار رشتہ سے کر دیا تھا۔  
بچے سنا تھی بائیں۔ ملے کی عورتوں کو تو جیسا کہ  
نیا موضوع مل گیا تھا۔ ہر عورت کی زبان پر یہی تھا۔  
نان شہر میں یہ کیسا ہے جو رشتہ کر دیا تھی  
شہر میں تو بیاہ شادی کئے دوسروں کو قیمتی مشورہ دیا تھا۔  
نان شہر میں تو بڑی عقل مند بنی تھی۔ اس نے  
پر کیا کیا؟

ایسی عقل مندی کس کام کی جو اپنے کام نہ آتی۔  
ایسی عقل تو بچہ۔  
ہر عورت کہہ نہ کہہ کر رہی تھی۔  
شہر میں ان میں چار بائی پر پہلی بڑی بڑا  
کستابی کے گاؤں سے برس کا تو ہو گیا۔ اتنی سالہ لڑکا  
کا مالک ہے۔ کوئی وارث نہیں ہے۔ بس لے دیکھے میری  
جیلہ کی تو وارث بنے گی۔ ساری جائیداد جیلہ کی ہوگی۔  
اور زکوٰۃ مرنے ہی میں اپنی جیلہ کی شادی کسی کو لڑائی  
نوجوان سے خوب دعاء سے کروں گی۔ جب جیلہ کے  
پاس میں ہر گاؤں کو لڑائی نوجوان خرید لیا کیا مشکل ہوگیا؟

## وٹا منہ

باپ (بچی سے)۔ بچی مریں میں کوئی سادہ  
پایا جا ہے؟ بچی نے جواب دیا۔  
ایک جان بھر میں وٹا منہ سی۔ پایا جا ہے  
باپ بولا۔ وہ کیسے؟

# کے پھول



## امید پرست

### مختصر افسانہ چند سطروں میں مکمل

شوہر کے مرنے کے بعد اس نے اپنے چار دلوں  
بچوں کو منت مزدوری کر کے پالا۔ دن بھر لوگوں کے  
جوئے برتن دھوئی اور پچا ہوا کھانا لیکر فائدہ انداز  
میں اپنے گھر واپس آئی۔ اسے یقین تھا کہ ایک دن اس کے  
بچے اسے گھر بخا دیں گے اور ان کی دلہنیں گھر کا کام لایا  
جی اسے نہیں کرنے دیں گے۔  
رفتہ رفتہ لڑکے اپنے پردوں پر کھڑے ہوتے رہے  
اور ایک ایک کر کے تین بچوں کی شادی اس نے کر دی۔  
جس لڑکے کی شادی ہوئی تھی۔ وہی اپنی بڑی کو لیکر  
اٹک ہو گیا۔ چوتھے اور آخری بچے نے بھی اس کے ساتھ  
دی کیا تھا جو اس کے تین بھائی کر چکے تھے۔ لیکن وہ چھوٹے  
لڑکے کے بیٹا ہوا تو اس نے برتن دھوئے ہوئے گھر کی  
مالگن سے کہا۔ مجھے اب بیکہ میرا بڑا بھوکے بھوکے مال مال  
کر دے گا اور ایک دن میں اپنے سارے ٹکے بھول ماؤں گی۔  
مالگن بولی۔ حنیف بڑیاں آنندھیاں آئیں اور  
بڑے بڑے دستوں کو بھانڈا کر گز گز گئیں۔ لیکن تیری تین  
کا یہ تھا تو آج ہی ہر بھرا ہے اور تو ایک دن چھوٹے  
کے بچنے ہوئے غم کو نظر انداز کر کے پڑ پڑتے سے  
امیدیں وابستہ کر کے بیٹھا جائے گی۔ کیوں کہ تو امید پرست  
ہے۔ اور تو بڑے چرخ کے بھرک جائے پر چرنا چاہتا  
جلا کر بیٹھا جاتی ہے۔

موسیٰ حسنہ بیگم

## بچی نے کہا۔

جب ہم میں کھاتے ہیں تو سی سی مہر سے مراد

## سنہرے موتی

ہم جتنا سالہ کرتے ہیں بائی لالہ کا ہمیں اتنا  
بچا چلنا ہے۔  
احسان خود غلام نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے  
غلام بناتا ہے۔  
آؤں کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔  
والدین کی تنادوں کے سامنے اپنی تنادوں کو کھل  
وقت کا ہر کوئی طالب ہے۔ لیکن عزت حاصل کرنے  
کیلئے بہت کچھ کج دیکھ کر کرتے ہیں۔  
باپ کی ان کی چھان عقل سے ہوتی ہے۔ عقل سے کیا  
غریب سے تھوڑا کچھ بیشک پسند کرتے ہیں۔ لیکن وہ  
قابلِ رشاد احترام نہیں ہوتا۔  
گھوس کا دروازہ صرف ایک جہان کے لئے  
گھلے ہے اور وہ ہے موت؟  
خامیوں کا احساس کامیابی کی گتھی ہے۔  
کوئی ایک بار ہم سے بدسلوکی کرے تو ہم اس  
سے ہمیشہ کیلئے بغض رکھ لیتے ہیں۔ لیکن دنیا میں مسلسل  
ایذا میں رہتے جا رہے ہیں پھر بھی ہم اس کی پیادہ کئے جا رہے ہیں۔  
جو انسان قوت برداشت رکھتا ہے وہ کبھی  
کوئی کج نہیں کرتا۔ وہ ہار کر بھی جیت جاتا ہے۔ اور  
اپنی ہار سے بھی کوئی کوئی فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

## مختصر اشعار

ہمارے دل میں رہتا ہے پھرے کا الم تازہ۔  
ہو اُن سے بھی کہنا وہ اکثر یاد آتے ہیں۔





اگر دکان میں فروخت کم ہو تو عامل کو چاہیے کہ نیک ساعت میں یہ نقش لکھ کر طلب کار کو دے اور اس نقش کو دکان میں جہاں کرنے کی تاکید کرے۔ انشاء اللہ کچھ ہی دنوں کے بعد دکان پر چمکا ہوں کا ہجوم ہو گا۔

طریقہ ۷۸

نقش یہ ہے۔

AI	AP	OL	CP
AY	CO	AL	AO
CY	AG	AP	CG
AP	CA	CC	AA

**طریقہ ۷** پنجاب کے ایک قادری بزرگ سے ترقی رزق اور فتوحات کا ایک نادر نقش منقول ہے۔ اس کو بے شمار مرتبہ تجربے میں لایا گیا تو اسے مفید اور موثر پایا۔ شائقین کیلئے اسے بھی نقل کیا جاتا ہے۔ اس عمل کو ۲۱ روز تک ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔ انشاء اللہ تکمیل عمل کے بعد رزق کی فراوانی ہوگی۔ عمل یہ ہے۔ بالکل اسی طرح پڑھے۔

اللہ میرے دم دے  
 محمد میرے دم دے  
 اللہ کرم کرے گا ایک گھڑی دے دم دے

قادر بزرگوں سے رزق کی ترقی کیلئے ایک یہ عمل بھی منقول ہے۔ ہر نماز کے بعد اسے گیارہ مرتبہ مستقلاً پڑھتا ہے اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھتا رہے۔ اللہ اللہ ہر طشہ سے رزق کے دروازے کھلتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَوْلٰی الْعَالَمِیْنَ الْمُسَوِّدِ۔  
اگر کوئی شخص رات کو سوتے وقت روزانہ سورہ بقرہ کا پہلا رکوع، آیت الکرسی اور آخری رکوع پڑھے گا تو  
اللہ تعالیٰ مقرب اس کو غنی کر دے گا اور اس کے افلاس اور غربت کو مالداری سے بدل دے گا  
نماز ظہر کے بعد سورہ مریم (سپارہ ۱۷) ایک بار روزانہ پڑھنے سے مفلسی دور ہو جاتی ہے۔

نہ چند ہی اقوار سے یہ عمل شروع کرے۔ بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشاء سورۃ فاتحہ ۲۹ مرتبہ اس طرح پڑھے کہ جب آیاتِ ثَمَانِیۃ تَسْبِیْحِ پر پہنچے تو اس کی تکرار سات مرتبہ کرے، سورۃ فاتحہ کے بعد اول و آخر شریف بھی پڑھے۔ انشاء اللہ اس قدر فتوحات ہوں گی کہ عقل حیران ہوگی۔

نوح چندی بدھ کو سورج بھٹکنے سے پہلے انار کے سا پھول توڑ کر ہر ایک پر، مرتبہ سورۃ قدر (اَنَا أَنْزَلْنَاهُ دُرَّ قَمَرًا) پڑھ کر دم کر دے اور اس کے بعد ان پھولوں کو اسی وقت دریا میں ڈال دے اور جب واپس آئے تو پلٹ کر نہ دیکھے اس عمل کو جاری رکھے۔ انشاء اللہ غیبی رزق کے دروازے کھلیں گے۔

بہنار ظلمتوں کی بنیاد پر بند

تأليف

حسن الهاشمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

صنم غلام علیا

منہم خانہٴ علیات ناچیز مصنف اللہ شمع کی زیر ترتیب ایک کتاب ہے۔ یہ کتاب جو تقریباً آٹھ سو صفحات پر مملو ہوگی، اس کتاب کو ناچیز ہر سالوں سے مرتب کر رہا ہے۔ یہ کتاب طلسماتی دنیا کے قارئین کیلئے طلسماتی دنیا سے قسطوار شناس کی جگہ ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب بھی جو ہمارے دل کو اپنے موضوع پر یہ ایک قیمتی دستاویز ہوگی۔ اور انشاء اللہ اس فن کے شائقین کو یہ کتاب دیکھنے کے بعد ہر کسی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔

اب تک اس کتاب کی دس طبعتیں پیش کی جا چکی ہے۔ رزقی وردگار سے مشفق علیات

دفعہ ۱ کا سلسلہ عمل رہا تا کہ جنات و غیرہ کا اعلان نہ کیا گیا۔

جنتاں میں اس کتاب کا وہ حصہ نقل کیا گیا جو جنتاں و آسیب سے متعلق تھا۔ جنتاں و آسیب سے متعلق  
ابھی کہ سوار روک لیا گیا ہے انشاء اللہ اسے آئندہ پیش کیا جائے گا۔  
فوری مشق کے شمارے میں رزق و روزگار اور غیر ہرکت سے متعلق، ہر طریقہ نقل کئے گئے ہیں۔  
اس شمارے میں اپنی کتب کی طرف ہم پلٹ رہے ہیں۔ اور طریقہ مذکور سے کچھ نوسو بھر شروع کیا جا رہا ہے۔  
انشاء اللہ اس نوسو کے نقل ہونے کے بعد دسٹ حبیب کے نام و طریقہ نقل کئے جائیں گے۔ جو موجودہ شمارے کے  
کے دور میں "فقہ کاغذ" ثابت ہوں گے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ روحانی طریقوں کو بچوں کا کھیل نہ سمجھیں۔ فادائین جب بھی طریقہ کو استعمال کریں پوری طرح کمر اور مکمل شرکت اور ایمان و یقین کے ساتھ اچھی استعمال کریں اور اپنے پروردگار کی رحمتوں اور قدرتوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے ہمیشہ وجدہ کا آغاز کریں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے بھی دورانِ جدوجہد اپنے خالق و رزاق پر یقین کامل رکھا۔ وہ کبھی ناسزا دے نہیں ہوا۔ ناکامی اور نامرادی اپنی کسی بھی کو تاجی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ دردِ ربِ اعلیٰ کا فضل و کرم سب کیلئے عام ہے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق سب ان کی بارانِ رحمت کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ بھی اپنے دامن کو بھریجئے اور ان کی رحمتوں اور قدرتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیجئے۔ یاد رکھیے کہ ہر کام صرف راستہ دکھانا ہے۔ قدم اٹھانے والے تک پہنچنا آپ کا اپنا کام ہے۔

غلامِ محسنِ اہلِ شیعہ







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لَتَجْزِيَ الْفُلُكُ فِيهِ بِأَمْرِ

$r = 0.1$	$r = 0.2$	$r = 0.3$	$r = 0.4$
$r = 0.5$	$r = 0.6$	$r = 0.7$	$r = 0.8$
$r = 0.9$	$r = 1.0$	$r = 1.1$	$r = 1.2$
$r = 1.3$	$r = 1.4$	$r = 1.5$	$r = 1.6$

وَلْيَسْمَعُوا مِنْ فَطَامِ الْفَلَكِ مَكُونُ

۱۰

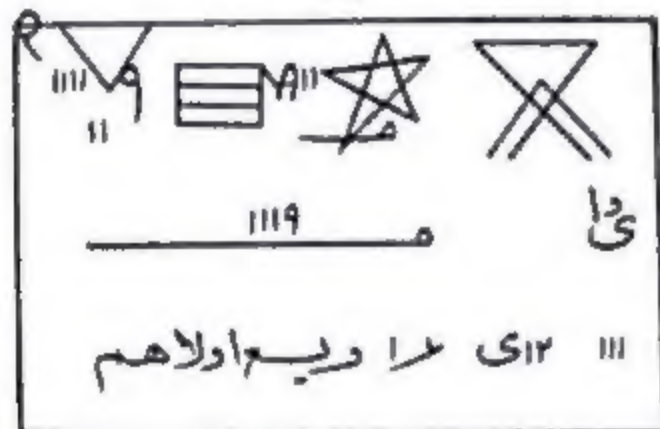
وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِآيَاتِنَا إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

غیر مسلم کو برائے ترقی دکان یہ نقش فکھ کر دے۔ انشاء اللہ دکان خوب چلے گی۔ اس نقش کو فریم میں بھی لٹا سکتے ہیں اور تعویذ کی صورت میں پیک کر کے ہرے رنگ کے کپڑے میں کر کے دکان میں لٹکا سکتے ہیں۔

طریقہ ۹۷

نقش یہ ہے۔

424



غیر مسلم کو گتے میں رکھنے کیلئے یہ نقش دے۔ انشاء اللہ کاروبار خوب چلے گا۔

طابق ۹۸

سكان الاعمال العدد ١٩ ٥ ١١ ٤ ٤ ٩ ١ ٩ ٤ ٩

دکان کی ترقی کیلئے مندرجہ ذیل نقش فریم کر کے لٹائے یا حسبِ قاعدہ اسے دکان میں لٹکائے! انشاء اللہ دکان خوب چلے گی اور خوب منافع ہو گا۔

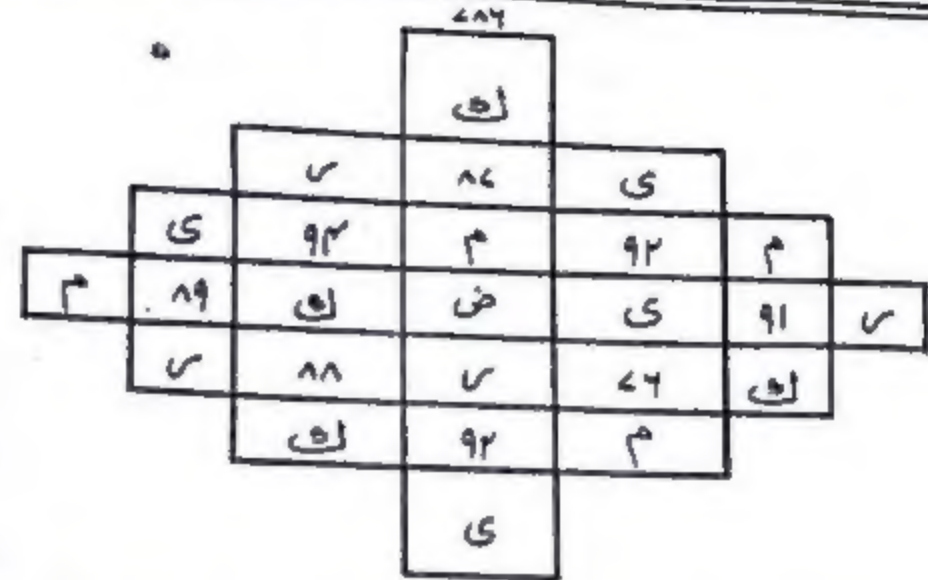
طريقه ۹۹

فرض یہ ہے۔

فائز	بينك	الذي	بانتخابات
١٥٠	٤٢٢	٤٢١	٥٣٠
٤٢٢	٥٢٩	١٥١	٤٢٣
٥٢٨	٤٣٩	٤٢٦	١٥٢
٤٢٥	١٥٣	٥٢٤	٤٢٠

روحانی عملیات کی سب سے بڑی کتاب

14



**طریقہ ۹۳** برائے ترقی دکان مندرجہ ذیل آیت کریمہ کو کاغذ کے ۳ پرزوں پر بادضو لکھ کر تین تنوید بنالے، اور پھر انہیں سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے ایک تنوید اپنے گھر میں لٹکالے ایک دکان میں لٹکادے اور ایک اپنے سیدھے بازو پر باندھ لے یا پھر بٹوے میں رکھ لے۔ انشاء اللہ دکان خوب چلے گی۔

[illegible]

**طریقہ ۹۴** اگر کسی کی دکان نہ چلتی ہو اور فائدہ کم ہوتا ہو تو مندرجہ ذیل آیت کو بادغلو لکھ کر یا کسی نیک آدمی سے یا عامل سے لکھو اگر کسی گتے پر چپکا کر یا فریم بنوا کر ایسی جگہ لگا دیں کہ گاہک کی نظر پڑتی رہے۔ انشاء اللہ دکان خوب چلے گی اور خوب نفع ہو گا۔

آیت یہ ہے۔۔۔۔۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ کَا الَّذِیْ تَرَعَلٰی قُرْبَہُ وَهِنٌ مُّخَانِدٌ عَلٰی عُرْسٍ لِّجَارِ بَحْرِ  
الْعَمْرِوْحِی خُور و یَغْنِ کُلَّ مَقَامٍ و یَغْنِ حُمُقَاقٍ و یَغْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

**طریقہ ۹۵** کسی نیک آدمی کے گزرتے کا ٹکڑا لے کر جو صاحبِ تقویٰ ہو۔ جمعرات کے دن بادِ ضولکھ کر دکان یا مکان میں تعویذ بنا کر لٹکا دے، اوپر سے سبز رنگ کا کپڑا لپیٹ لے۔ انشاء اللہ عدد سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور ہر طرف سے لوگ کھینچے چلے آئیں گے۔

آیت یہ ہے۔  
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَعْنِي بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ  
وَالْفَضْلُ الْعَظِيْمُ (سارہ ۷۷)

**طریقہ ۹۶** دکان کی ترقی اور کاروبار کی غیر دہرکت کے لئے مندرجہ ذیل نقش کو کسی فریم میں لگا کر دکان میں آویزاں کرادیں۔ انشاء اللہ دکان خوب چلے گی۔ اور کبھی نقصان نہیں ہوگا۔  
نقش :- ۷۰







بند و بست ہوگا۔ یہ عمل بے حد مجرب ہے اور جب بھی اس پر تجربہ کیا گیا ہے کبھی اس نے خطانہ کی اس عمل کو کرنے والے شخص کو پُروردگار عالم قابل قدر ملازمت عطا کرتے ہیں یا پھر روزگار کا ایسا ذریعہ پیدا کرتے ہیں کہ جس کا دور دور تک پہلے سے کوئی گمان نہیں ہوتا۔  
نقش یہ ہے۔

۶	۳	۱۰
۱۱		۲
۳		۸

**طریقہ ۱۰۵** بے روزگاری دور کرنے کیلئے یہ نقش بھی تیرہ ہفت ہے اور بارہا کا آزمودہ ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ نوچندی جمعرات سے لکھنا شروع کریں اور روزانہ ۹ نقش لکھیں اور روز کے روز آٹے میں گولیاں بنا کر دریا یا تالاب میں اٹھیں اور ۱۰ مرتبہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے یا سبب الانساب پڑھا کریں۔ ۲۱ روز تک ایسا کریں اور ۲۱ روز ہی تک نقش لکھ کر دریا میں ڈالیں پھر کرمہ قدرت دیکھیں کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔  
نقش یہ ہے۔

یا اللہ کافی	۷۸۶	یا مغنی
یا حاجی	یا قاض	یا دائر
یا خالص	یا مخلص	یا ذاق

**طریقہ ۱۰۶** مندرجہ ذیل نقش نوچندی جمعرات یا جمعہ یا پیر یا بدھ کو بعد طلوع آفتاب با وضو مشک و زعفران و گلہا کے نئے قلم سے لکھ کر عطر میں معطر کر کے لوبان کی دھوئی دے کر پاک دھات موم جلے میں لپیٹ کر پھر ہرے رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے پھر اپنی دکان میں یا مال تجارت میں رکھتے۔ انشاء اللہ بہت برکت ہوگی، خریدار غیب سے پیدا ہوں گے، اس قدر نفع ہوگا کہ عقل حیران ہوگی۔ نقش لکھتے وقت اگر بتی جلا لیں اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر عطر لگائیں۔  
نقش یہ ہے۔

وَمِنْ أَذْفِ بَعْدَهُ مِنَ اللَّهِ  
مُتَّبِعِينَ دِينَهُمُ الَّذِي بَانِعُهُمْ ذَذْلَقَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

۳۲۲۱	۱۹۵۹	۳۲۲۵	۱۹۶۳	۱۹۶۶	۳۲۲۸	۳۲۱۳	۱۹۵۲
۳۲۲۴	۱۹۶۵	۳۲۱۵	۱۹۵۲	۳۲۲۰	۱۹۵۸	۳۲۲۶	۱۹۶۳
۳۲۲۳	۱۹۵۳	۳۲۲۰	۱۹۶۶	۳۲۲۳	۱۹۶۱	۳۲۱۹	۱۹۵۴
۳۲۲۲	۱۹۶۲	۳۲۲۸	۱۹۵۶	۳۲۱۴	۱۹۵۵	۳۲۱۹	۱۹۶۴

یا نسیح من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ بؤتیبہ من شفاء

## مستعمل حوالہ



## نام کے اعداد

سوال: از فضل الرحمن، بھوپال۔  
میرا نام محمد سادات الرحمن ہے۔ میرا عدد کیا ہے اور میرے لئے کوئی تاریخی تاریخ رکھو اور مبارک ثابت ہوں گی، ازراہ کرم میرے سوال کا جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔ میں شکر گزار ہوں گا۔  
آپ کا عدد ۹ ہے۔ آپ کیلئے ہر وہ ہندسہ مبارک ثابت ہوگا جس کا عدد ۹ ہو۔ مثلاً ۹، ۱۸، ۲۷، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۸۱، ۹۰ اور ۹۹ وغیرہ۔  
**جواب** آپ کیلئے ہر اگر بڑی مالک ۱۸۰۰ اور ۲۰۰۰ تاریخیں اہم ہیں۔ اور یہ تاریخی اشارہ زندگی کے اہم معاملات میں نکرائی رہیں گی۔ اگر آپ اپنی زندگی کے اہم کاموں کی شروعات مذکورہ تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں کریں گے تو بفضل رب العظیم آپ کو کامیابی نصیب ہوگی۔ اپنی ذاتی خصوصیات جاننے کیلئے طالع سائنس دنیا کا سب سے پرانا علم ہے اس میں ہر وہ سائنس تفصیلات دی گئی ہیں۔

## نام کے اعداد

سوال: از محبوب عالم، برار آباد۔  
میرے نام کے اعداد کیا ہیں اور میرے لئے کوئی تاریخی اہم ثابت ہو سکتی ہیں مجھے اپنی تاریخ پیدائش معلوم نہیں۔ آپ میرے نام سے اعداد نکال کر شکر کا تقرب دیں۔  
آپ کے نام کے اعداد ۱۹۹ ہیں اور اس کا عدد ۹ ہے۔ ہندسہ ۹ آپ کیلئے ہر وہ ہندسہ یا ہندسہ انشاء اللہ اہم ثابت ہو سکتے ہیں جن کا عدد ۹ ہو۔ مثلاً ۹، ۱۸، ۲۷، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۸۱، ۹۰ اور ۹۹ وغیرہ۔  
آپ کیلئے اگر بڑی مالک کی ۱۹۰۰ اور ۲۰۰۰ تاریخیں اہم ثابت ہوگی۔ اپنے عدد کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کیلئے فوری ۱۱۱۵ کا شمارہ دیکھ لیں۔  
**جواب** مغربی ایک بن جائے۔ مثلاً ۹، ۱۸، ۲۷، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۸۱، ۹۰ اور ۹۹ وغیرہ۔

## دامی نزلہ کا علاج

سوال: — رابینا

## حسن القاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

ہر شخص سے خواہ وہ طلسمات و دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں سے جسے سوالات کر سکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جواب دے لگاؤ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اسے کام میں جگہ نہ ملے تو ڈاک کے جوابات دے دیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

میری عمر آٹھ سال ہے مجھے اکثر نزلے کی شکایت رہتی ہے جس کی وجہ سے میرے بال گرے بھی گئے ہیں اور سفید بھی ہوتے گئے ہیں۔ اس مرض کا کوئی علاج بتائیں یا کوئی تیل جو پڑھیں۔ عنایت ہوگی۔

ایک بوتل پانی پر چالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر اور اولیٰ و آخریہ سورۃ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ صبح و شام اس پانی کے تین گھونٹ پی لیا کریں۔ انشاء اللہ ۲۱ روز میں دائمی نزلے سے آپ کو نجات مل جائے گی۔

جو بال سفید ہو گئے ہوں ان کا دوبارہ کالا ہونا بہت مشکل ہوتا ہے اس کیلئے تو بس مصاب یا ہندی ہی مناسب ہے البتہ مسلسل بال جڑنے کی وجہ سے بالے سر پر بہت گرم رہ جاتے ہیں اس لئے ایک نسخہ نقل کیا جا رہا ہے۔  
تازہ پھول لکڑی ان کی بیجوں کا رس نکال لیں۔ اور ان میں بیجوں روغن زیتون شامل کر لیں پھر ان دونوں کو خوب بھینٹ لیں اور داغ پر رکھ کر انہیں گرم کر لیں جب روغن چیز اہم نزل مل جائیں تو اسے کسی ڈبے میں بند کر کے رکھ لیں اور روزانہ رات کو اس کو سر پر لپیٹ کریں اور صبح کو سر دھو ڈالیں۔ انشاء اللہ بال پڑھیں گے بھی خوب اور گھنے بھی خوب ہو جائیں گے اور جڑنے کا سلسلہ انشاء اللہ بند ہو جائے گا۔

روحانی مرکز کا تیار کردہ روحانی آمول تیل بھی بفضل رب العظیم بالوں کی جلد بیماریوں کیلئے سفید اور سوئر ثابت ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے استعمال کریں۔ انشاء اللہ اس کے مسلسل استعمال سے بالوں کا جڑنا بھی موقوف ہو گا۔ اور دل کا لگنے ہو جائیں گے۔

## مال پریشانی دور کرنے کیلئے چھوٹا سا عمل

سوال: از فضل الرحمن، بھوپال۔  
جناب آپ نے پریشانی دور کرنے کیلئے سورۃ واقعہ اور سورۃ یسین فرما کر مغرب میں انگ انگ پڑھنے کیلئے لکھا تھا۔ وہ میں نے شروع کر دیا تھا۔ کبھی کبھی نافہ بھی ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مالی پریشانی کو رفع کرنے کیلئے کوئی چھوٹا سا عمل جو پڑھیں۔



تواہیت ہوگی۔

**جواب** سورہ واقع اور سورہ یسین اتنی بڑی سورہیں ہیں جن میں کران کی تکذوت کرنے میں کوئی زیادہ وقت درکار ہو۔ ملاحظہ فرمائیں ان میں سے ہر ایک سورہ کو پانچ منٹ میں اور نافرمانوں کو بچھڑانے والا ان میں سے ہر ایک سورہ کو زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن آپ اس عمل کو بھی بڑا عمل کہہ کر جو کہ چھوٹے سے عمل کی فراہمی کر رہے ہیں تو لیجئے آپ کیلئے چھوٹا سا عمل نقل کر رہے ہیں۔ آپ غریب کی ناز کے بعد سورہ قدر اور انزلناہ پارہ پڑھ لیا کریں۔ شریف کی بھی اس میں قید نہیں۔ انشاء اللہ کہ غریب کے بعد غریب کو دیکھ کر داندے کھل جائیں گے۔

### دکان کیلئے کوئی عمل

سوال از ماہیٹا۔

میری دکان بالکل ٹھیک ہو چکی ہے۔ خوبت میں ہلکے آگے ہے کہ سوچنا ہوں اس کو فروخت کروں۔ آپ کا تو دکان پلے مالکانی عمل بتا رہی یا ایسا کوئی عمل بتا دیں کہ دکان کو ابھی بہت میں فروخت ہو جائے میرے اوپر فروخت ہو گیا ہے۔ آگے نہ لے گیا کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ دکان فروخت کر کے قرض آتا رہے۔ اس مسئلے میں اگر آپ کوئی مشورہ دینا تو بہت بہتر ہوگا۔

**جواب** دکان فروخت کر کے قرض ادا کرنا اچھی مندی کی بات نہیں ہے۔ دکان پر مل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ملکیت قرض صورت میں بھی ہوگا اور اگر دکان آپ کا دھرم اور دین کا دھرم ہے تو پھر دکان کو فروخت کر کے کاروبار بھی کرنا بہت بڑی نادانی ہے۔ آپ نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ دکان ہے کس چیز کی؟ اگر آپ اس بات کی وضاحت کر دیتے تو آپ کو مشورہ دینا آسان ہوتا۔ تاہم اصولی طور پر یہ عرض ہے کہ دکان کو مٹا رکھنا اس میں جو مشورہ ملتا اور اسے کھولنے وقت آیت الکرسی پڑھنا اس میں دقت و تفتا سورہ بقرہ اور سورہ یسین پڑھنا طریقہ جیسے عمل آپ کو کرتے رہتے چاہئیں یہ اعمال انشاء اللہ آپ کیلئے باعث رحمت ثابت ہوں گے اور آپ کی دکان پھر قابل رشک انداز میں پلے گی۔ عموماً طور پر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے روزگار کے ذرائع کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اگر خدا خواستہ آپ کی روش بھی یہی ہے تو اس سے گریز کریں۔ اور ضرورتاً سے کام لیں۔ مشکل اتنی فراوان اور بھاری کے دور انسان کے زندگی میں آتے ہی رہتے ہیں۔ ہر رات کے بعد تکیے اور ہر شے کے بعد تکیے۔ حالات کی گردنوں سے پریشان ہو کر اپنی جائیداد میں فروخت کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور نہ ہی چیزیں فروخت کر کے سے پریشانی یا غم ہوتی ہیں بلکہ بسا اوقات اور بڑھتی ہیں۔ دکان کو اگر تھک دیں گے تو انشاء اللہ قرض بھی ادا ہوگا۔ اور زندگی میں خوشحال بھی بنیں گے اور جب دکان ہی کو بچاؤ لیں گے تو اس وقت اگر قرض ختم کیا تو پھر قرض لینا پڑے گا اور پھر کیا بچاؤ قرض ادا کریں گے؟ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ دکان کو فروخت

نہ کریں۔ البتہ اپنی روش بدلیں اور دکان کو چلانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ تجارت بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے اب جس چیز کی خرید و فروخت ہے اگر اس میں سامان نہیں ہے تو کسی دوسری چیز کی خرید و فروخت کریں۔ اور یا کسی اور بدلتی کو اپنی زندگی سے نکال بھیکیں یہ چیزیں شیطان کے قسط سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے میں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ دقت و تفتا دکان میں سہ ماہی بقرہ اور سورہ یسین خود پڑھیے اور دوسروں سے پڑھوائیے۔ تاکہ شیطان اثرات دکان سے ختم ہوں۔

اسی شمار سے میں قسم خاں عملیات کے قتل دکان کے قتل و قتل کے لئے کہ دعاؤں فارسیہ پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی فارسیہ منتخب کر کے اس کو بیان کر دہ شرکاء کے قتل ایمان و یقین کے ساتھ انجام دیجئے۔ انشاء اللہ کہ دکان سے قرض ادا ہوگا۔ انشاء اللہ کہ دکان کے ذریعہ روزگار کی راہیں کھلیں گی۔ آگے آپ کا مرضی ہے۔

ماننے چاہئے یہ اختیار ہے۔

ہم ایک دید کو حضور کو کھینٹے ہائیں

### مرضی عام

سوال از ماہیٹا۔

میرا نام فضل الرحمن ہے کہ لوگ فضل الرحمن ہی کہتے ہیں کہ فضل میاں کہتے ہیں کہ متاثر کر رہے ہیں اور کہ لوگ بڑا بھائی کہا کرتے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیے کہ میں میں کوئی ٹکڑا تو نہیں۔ اور اگر ہے تو اس ٹکڑے سے کیسے بچا جائے؟

**جواب** اچھے مسلمانوں میں یہ مرضی بالکل طبعی ہے کہ وہ اپنے خاص نام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ یہ بیماری اپنے ہی گھر سے ملتی ہے۔ نام ہوتا ہے فضل لیکن بارہ دست کہا کرتے ہیں غلط۔ نام ہوتا ہے فضل لیکن لوگ پیار سے کہتے ہیں تمہاری نام ہوتا ہے کہ اور لیکن ناں آتا ہے اپنے فرائض کو فراموش کر دیتے ہیں۔ یہ باتیں اور یہ طریقے جہالت کے پھول ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نام غصہ ہو چکا ہے۔ تاکہ بگڑنے کی ذمت خائے جو ناہنڈ و جڑوں یا غم خورد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں بالعموم بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بگاڑ انسان کی شخصیت پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ عربوں میں آج بھی غصہ غمناکوں کا رواج ہے اور اصولاً یہی ہونا چاہئے جب انسان گمراہ و گھڑے باہر ایک ہی نام سے پکارا جاتا ہے تو اس کی تمام زندگی پر ایک ہی نام کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس کا نام بچپن کا کھلونا بن جاتا ہے تو پھر شخصیت کا بھی مطلبہ بگڑ جاتا ہے اور وہ بھی بڑی گیند بن کر رہ جاتی ہے۔ مسلم گھرانوں کے چونچلے خود اپنی تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ آج بھی یہ حالت عام ہے کہ بچے کا نام ناں کہہ اور رکھیں گے اور والد کہہ والد صاحب کوئی نام تجویز کریں گے۔ اور والد کہہ والد ستم بالائے ستم کہہ کوئی بچے کی خاطر کنواری ہوں گی تو وہ اپنے ارمان نکالنے کیلئے نام کا بڑھتی غرق کر دیں گی، اپنے بھائی کو بھڑکائے، میاں اور بیوی سے بے وفائی ناموں سے پکار کر اس بچے سے اپنی بہت کا اظہار کریں گی۔ اور اس بچے کا نام ادا

اس کی شخصیت میں چون کا مرتبہ میں کردہ جائے گی۔

میرے خیال میں آپ کے نام میں بگاڑ کم آیا ہے۔ فضل الرحمن کا فضل سیاسی بنادینا تو قابل ذکر بات نہیں۔ ہمارے معاشرے میں تو لیکن کو تو، فضل کو تو اور شایہ کہ جو بھوکا بھارہا ہے۔ اور سب جہالتیں بہت اور غلوں کے ریشروں میں اور بڑی ہیں لیکن جو طریقہ قابل ماعت تھا وہ قابل فخر ہو گیا ہے۔ حدیث میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ تم اپنے بھائی کو اچھے نام سے پکارو اور اس نام سے پکارو جو اسے خود سے زیادہ پسند ہو لیکن مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو گھٹے سے گھٹے ناموں سے پکار کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اگر خود غمگین کیا جائے تو یہ بات کتنی عجیب ہے کہ جسے متاثر کیا جاتا ہے وہی بڑا بھائی بھی کہا جا رہا ہے۔ لفظ متاثر مناسب ہے اگر آپ کو چھوٹا بھائی کہا جاتا ہے غنیمت تھا لیکن وہ ری جہالت تو نے کیا کیا حاشائیں سرزد کر رکھی ہیں کہ جو صاحب متاثر ہوا وہی بڑے بھائی بھی ہیں۔ آپ اس بات کی کوشش کریں کہ متاثر اور بڑے بھائی جیسے خواہ مخواہ کے ناموں کو الٹ خود ترک کر دیں۔ اور اگر کوئی آپ کو ان ناموں سے پکارتے تو ہرگز اس کی بات کا جواب نہ دیں۔ بلکہ اظہار ناراضگی کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اس دنیا میں جب کوئی انسان مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے تو اس کے حالات میں استقلال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ درجہ کا شکار رہتا ہے اس لئے کہ یہ نظام خداوندی ہے کہ ایک انسان کا ایک ہی نام ہونا چاہئے یہ بات صرف خدا اور خدا کے رسول کو دیکھنا ہے کہ ان کے ذاتی اور صفاتی مختلف نام ہوں۔ اور خدا اور خدا کا رسول ہر حال میں اور ہر رنگ میں اپنا نمایاں مقام رکھتے ہیں ان کی ذات کی خصوصیات کو دوسرے ناموں میں اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ عام انسانوں کا حال یہ ہے کہ ان کے ناموں کے اثرات کی بنا پر ان کی ذات میں خصوصیات پیدا ہوتی ہیں جس سے اس فرق کو محسوس نہیں کیا اس لئے اس دنیا میں ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے۔

### اچھے گھرانے میں شادی

سوال از محمد پرویز عالم اتوی

میں چاہتا ہوں کہ میری شادی کسی اچھے گھرانے میں خوب صورت لڑکی سے ہو۔ برائے مہربان کوئی وظیفہ بتائیے۔

**جواب** میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ خود کسی اچھے گھرانے کے فرد ہیں اور خود کو اچھا سمجھتے ہیں تو پھر آپ کی شادی کسی اچھے گھرانے میں خوب صورت لڑکی سے ہو جائے تو یہ فیصلہ ہے اور اس میں آپ کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ لیکن خدا کا اگر معاملہ کر رہا ہے، آپ بچپن خود اچھے انسان نہیں ہیں یا آپ کا تعلق کسی اچھے گھرانے سے جس سے اور آپ کا شکل و صورت کے اعتبار سے بھی خوب صورت یا قبول صورت کہلاتے ہیں تو پھر آپ کا اچھے گھرانے کی خوب صورت لڑکی سے شادی کے خواہش بے عمل ہے۔ ہمارے دور کا المیہ یہ ہے کہ ہم سب سیاری بڑی کی تلاش میں

رہتے ہیں اور خود سیاری شوہر بننے کا کوئی جذبہ ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کی تمام عورتیں بھی مردوں کی طرح سیاری شوہروں کی تلاش شروع کریں تو پھر سب کنواری کے کنواری رہ جائیں گے اس لئے کہ جو لوگ سیاری شوہر کی تلاش میں ہوں گے ان میں سے ہر ایک نظر آئے ہیں۔ بالعموم وہ غیر سیاری ہوتے ہیں۔

پھر ان میں اس ساری گنگو کا تشاد آپ نہیں ہیں۔ بلکہ اس شخص کے وہ عام انسان اس گنگو کا تشاد میں جو خود لائق التفات نہیں ہوتے لیکن قابل التفات ہوئی کہ سمجھ میں ایک گنگو آتا ہے جہاں اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔

ایک صاحب نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میں آج ۶۰ سال کا ہو کر بھی کنواری اور بے شادی شہ ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک سیاری بڑی کی تلاش میں تھا۔ ان کے دوست نے تعجب سے پوچھا تو کیا نہیں اس دنیا میں کوئی ایسی بڑی نہیں مل سکی جو سیاری بڑی بننے کی حقدار ہو ان صاحب سے جواب دیا۔ بڑی کوششوں کے بعد ایک بڑی ایسی ملی تھی جس میں سیاری بڑی بننے کی غریباں موجود تھیں۔ ان کے دوست نے پھر تعجب نہ بابت کیا تو پھر تم نے اس سے شادی کیوں نہیں کی؟

وہ صاحب بولے اس میں ایک پرالہ تھی اور وہ یہ کہ وہ خود ایک سیاری شوہر کی تلاش میں تھی۔ اس لئے اس کی شادی مجھ سے ممکن نہیں تھی۔

غیر یہ باتیں تو خرابی عام کی اصلاح کے لئے ذہن پر لگنی آپ کیلئے یہ عرض ہے کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد "یا ثور الشفیعین والاشہدین" ایک کچھ پڑھ کر قرآن میں مرتبہ اول و آخر میں مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھا کریں اور دوران تلاوت نیت بھی رکھیں کہ اشرف کو بھی شمس ظاہری اور شمس باطنی کی درود سے سرفراز کرتے ہوئے خوبصورت اور صاحب الطاق بڑی عطا کرے۔ انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے ایسی لڑکی سے شادی ہوگی جو آپ کے لئے روحانی سکون و معافیت کا باعث بنے گی۔

اور یہ بات یاد رکھیں کہ اصل چیز روحانی سکون ہی ہے جو غم و غصہ سے پیدا ہوتا ہے جس کی صحت سے نہیں کسی شاعر نے کہا تھا۔ غم و غصہ ہر چیز کو غم و غصہ سے تباہ کرتا ہے۔ اس خوش بولہ میں نظریں اس خوش بولہ

### ناکامیوں کا تسلسل

سوال از عبدالحمید خان۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا تب سے آج تک مجھے سولے ناکامیوں پریشانی، دکھ درد، غم و غصہ اور تنگدستی کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔ کئی ماحول سے رجوع کیا سمجھوں نے بتایا کہ سبب اثرات کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ علاج بھی کر دیا لیکن توجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔ سولے مایا الہیہ اور تنگدستی کے اب طلسماتی دنیا کے ذریعہ آپ سے رجوع کر رہا ہوں۔ برائے مہربان میری پریشانی کا مناسب حل تجویز فرمائیے۔

**جواب** سکھ دکھ خوشی غم، راحت و کلفت خوشی و غم، بدعالی و بدعالی جہاں حقیقتیں ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کو دوام نہیں ہے۔ دوام نہ سمجھ کر اور نہ دشمنی کو اگر اندھیرے کی فیت میں دوام لکھ دیا گیا ہوتا تو رات آئے کے



بعد میں دہلی اور گورکھ پور میں کورام ستر آجاتا تو دن چلنے کے بعد پھر کبھی رات نہ آتی۔ لیکن اس قاتی دنیا کا نظام خالی حقیقتوں پر مشتمل ہے کسی بھی حقیقت کو استقلال اور مستقل نظام قدرت کے قلمنامہ مانتا ہے۔

ان ثابت شدہ حقائق کے باوجود آپ کا یہ فرمانا کہ جب سے پرش سبھا لایا ہے آج تک سو سے زائد ناکامی پریشانی تھک، دھندلی اور سنگدستی کے سوا کچھ لایا نہیں کہے کہ میرے نزدیک ایک عیب کی بات ہے۔ سال میں تین موسم آتے ہیں۔ کوئی لمحہ ایک موسم بھرے کیلئے نہیں آتا۔ اسی طرح قدرت کے موسم بھی آتے جلتے رہتے ہیں۔ خوشی کا دور آتا ہے سو وہ بھی گزر جاتا ہے۔ غم کا زمانہ آتا ہے تو وہ بھی جاتی نہیں رہتا۔ راحتوں کی حالتیں بھی فنا ہو جاتی ہیں اور مصیبتوں کی گھڑیاں بھی دم توڑ جاتی ہیں جب یہ ساری باتیں ہر روز ہم اس خالی دنیا میں کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے آپ کا تقدیر کا موسم خالی ہو اور مرد و ام کھسکا کر اپ بھارتی ہوا میں بیک بیک ایک دوسرے سے آپ مختلف مختلف مشغول اور مشغولوں کا شکار ہوں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص اور دوسرا باہر نام آفریب و مستطاف کی گئی ہوں۔ تقدیر کا موسم ہی نہیں بدل سکتا ہے۔ دنیا و مافیہا پروردگار کے لئے کرشمہ زمانہ آج الٹی کر دے تو سیدھی کر دے تو بھی کر دے گا۔ لیکن یہ طے ہے کہ اللہ کے ذات کے سامنے ہر کچھ بھی ہے اسے بقا اور دوام میں نہیں۔

ایک مختصر سا مل کر ہر گز رہا ہوں اسے پابندی کے ساتھ چڑھیں۔ انشاء اللہ پائیدگی دن کے بعد حالات میں آپ مددگار اور تہدیی موسمی کریں گے۔ روزانہ مسئلہ کی ناز کے بعد باقی وقت ایک سوچا س مرتبہ چٹھا کریں اور اولی و آخرین میں مرتبہ روز و شربت بھی پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ حالات کو دیکھ لیں گے اور پریشانیوں دم توڑ دیں گی اور عزم و کرم کے فضل و کرم سے آپ کا سیدھا تقدیر صحت کے بخیر سے ہو گا۔ اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ کے ساتھ ہر کچھ بھی ہے اسے بقا اور دوام میں نہیں۔

### قوت حافظہ متاثر

سوال از: دانشا  
میری بی بی کا نام علیہ قوت ہے اس کی والدہ کا نام سرور انشاء اللہ ہے۔ اور اس کی تاریخ پیدائش ۱۴ اکتوبر ۱۳۸۵ء ہے۔ یہ ستر میں زیر تعلیم ہے۔ اس کا حافظہ پہلے بہت چھٹا تھا۔ اب حافظہ کم ہو گیا ہے۔ پہلے کبھی رات کو نہیں سو جاتی تھی تب بھی سو جاتی تھی۔ اب سو جانا تھا اور اب وہ راتوں کو جاگتی ہے تب بھی اسے کچھ یاد نہیں ہوتا۔ آپ کو عرض ہے کہ اس کے حافظہ کی کوئی کمی تو ہو کر رہی۔ اور کوئی ایسا عمل بھی بتائیے کہ اس میں کامیاب ہو جائے۔

جواب  
ایک بقی پانی پر تین سو مرتبہ سورۃ الف شرح پڑھ کر دم کریں۔ اور پھر اس پانی کو روزانہ سوتے وقت چھ دو چھپا لیا کریں۔ اور صبح کو نہ بھینے نہ کھینچے نہ پانی نہ ملے نہ ٹھوکیں۔ دن رات قوت حافظہ درست ہو جائے گی۔

استحان کے زمانہ میں استحان کی تیاری کے ساتھ ساتھ بلا تعدد و تفریق سے کبھی نہ کرنا چاہیے۔ کا دور رکھے۔ بالخصوص اس وقت جب گھر سے استحان کیلئے نکل رہے ہیں اور استحان گاہ میں داخل ہو رہے ہیں اور جب پرچہ مل کر سنے کیلئے غم و کافور سنبھال رہے ہیں یا اشارہ کر رہے ہیں کہ کبھی وہ سنا نہیں سکتے۔ پاس ہوگی۔

### ادوی اثرات کا چکر

سوال از: دانشا  
میرے مکان میں رہا ہوں وہ سرکاری مکان ہے اور اس میں ہم ڈو آئی ہیں۔ میں اور بچی رہتے ہیں۔ بچی اور ایک بچی کا انتقال آج سے ۱۱ سال قبل ہو گیا تھا۔ ہم لوگ مکان کی پہلی منزل پر رہتے ہیں۔ ایک دن دو بچے ایک بستہ قدرت میں کٹر نظر میں آئے۔ خدا دکھائی دیا۔ مجھے پہلے لوگ جو اس مکان میں رہا کرتے تھے میرے جب ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس مکان میں کوئی بلا ہے اور کسی طرح اس مکان سے جانے کو تیار نہیں ہوتی۔ بندش وغیرہ بھی کرائی۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ رات کو اس مکان میں ایک طرح بیت طاری رہتا ہے۔ برائے ہر بانی آنا کا کوئی عمل تو ہو کر رہا۔

جواب  
آپ کے مکان میں بدحالت و غصہ و دراز سے متعین ہیں اور یہ سب غیر مسلم چٹا ہیں۔ اس لئے یہ آسانی سے مکان خالی نہیں کریں گے۔ تاہم آپ متھال کسی اچھے عامل سے رجوع کریں۔ دنیا میں ہر چیز کا دارا موجود ہے۔ مرض ہے تو علاج ملے گا۔ جہاں قوت ملے گی وہاں قوت و قیام ملے گا۔ بچے نہیں ہے کہ اگر کسی چیز مائل ہے آپ کے مکان کو کھلیں یا تو قیامت کو آپ کا مکان خالی کرنا پڑے گا۔ اگر آپ باہر سے روز تک سورہ بقرا پڑھنے میں اور روزانہ ایک مرتبہ ختم کلاسیک ہیں وہ لوگ رونق پزیر ہو جائیں گے۔ درجہ پڑھیں کہیں کہیں ایک ہی مجلس میں چالیس سالہ مافکون سے ایک ایک مرتبہ سورہ بقرا ختم کرنا ایک بالائی پانی پر دم کریں۔ پھر کھلیں کہ مکان کے تمام گوشوں میں چھڑک دیں۔ بیت الطہارہ اور نالیوں سے اس پانی کی حفا کریں اور روزانہ سے قریب بھی نہ پھریں۔ انشاء اللہ جس دن آپ یہ عمل کریں گے اسی دن خدا کی نظر دیکھنے والی مخلوق اپنا ور یہ بستر باندھ لے گی۔

### نام کے اعلیٰ اور مبارک تاریخ

سوال از: محمد مبارک انجور  
برائے نام مبارک میری والدہ کا نام غریزہ زکریا بیگم ہے۔ میری پیدائش ۱۴ اکتوبر ۱۳۸۵ء کو مکمل کے دن ہوئی اس وقت شام کے ۷ بجے تھے۔ براہ کرم میرے نام کے اعلیٰ اور مبارک تاریخ بتائیے۔ میری تاریخ پیدائش کو کسی تاریخ مبارک ہوں گی کہ نہ سنگین اور نہ کونسا کا دربار میرے لئے بہتر ہو گا۔ اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب  
آپ کا ذاتی عدد ۷ ہے اور یہ عدد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ بے شک ہیں اور فلسفیانہ خیالات کے مالک ہیں۔ آپ دران سفر میں بہت خوش رہتے ہیں۔ لیکن آپ کی فطرت میں "تک" موجود ہے اکثر آپ یہ تصور کرتے ہیں کہ دنیا آپ کو بھی ہی نہیں۔ ان تفصیلات کیلئے اکتوبر ۱۳۸۵ء کا طہارۃ الدین دیکھیں۔ آپ کیلئے ۱۴ اکتوبر ۱۳۸۵ء اور ۱۶ اکتوبر ۱۳۸۵ء اگر آپ اپنے لئے کاموں کا آغاز ان تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں کریں تو انشاء اللہ کامیابی کے امکانات زیادہ ہوں گے۔ بالخصوص اگر آپ ۱۶ جون سے ۲۱ جولائی تک کسی کام کا پڑا تھا تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ آپ کو سفید اور سبز رنگ راس آسکتا ہے۔ ہندو پار کا سفر آپ کی زندگی میں خوشگوار انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ اگر آپ سفید یا سبز رنگ کا قمیض کا کچھ بھی انگوٹھی میں جڑواں کہیں لیں گے تو بھی آپ کے حالات میں انشاء اللہ تبدیلی پیدا ہوگی آپ کے لئے اتوار اور پیر ہمیشہ اہم ثابت ہوں گے۔

### اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟

سوال از: نسیم ظہر سہارنپور  
آپ کے عرض ہے کہ میرے بڑے بھائی محمد اسرار عمر ۳۲ سال کا انتقال ۱۳ اکتوبر ۱۳۸۵ء کو ہوا تھا۔ وہ بھائی کے چار بچے پر پانچ ڈکان کیا کرتے تھے۔ ۲۴ ستمبر کی رات کو وہ اپنی ڈکان بند کر کے قریب "ایک گھر" سے گئے تھے کسی نے ان کی ڈکان کے پاس کئی مٹی کی بانڈی میں ٹٹے کا سامان ڈال کر رکھا تھا وہ ان کے ہاتھ سے ٹکرایا اور میرے بھائی کی کچھ ہوتے ہی حالت خواب ہو گئی۔ ان کے بیٹے میں درد ہو کر ان کو کشتی ہوئے گی۔ درد کھانے تو خون کے دست آئے تھے بلی کی آتے ہی میرے بھائی کا چشمہ ٹٹا ہو گیا اور غماص طور پر ٹانگیں بے جان سی ہو کر رہ گئیں۔ مٹی تو ۱۴ اکتوبر کی شام کو بند ہو گئی تھی۔ گھر کے دست جو کہ کچھ جیسے گھڑوں کی شکل میں آ رہے تھے بند جیسے تھے۔ ہر شے کے ہرے بڑے بڑے ڈاکڑوں کا ملاح کر یا ٹکڑی کے کچھ میں مرض نہیں آیا پھر ہم دھلی آئے۔ ایڈمیٹریٹل ہسپتال دیکھ گئے وہ وہاں بندہ دن رہے مگر کسی بھی ڈاکٹر کے کچھ بھی نہیں کیا یا بڑی بڑی مشینوں پر چیک کیا مگر کسی بھی طرح کچھ نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر ایک سرے کر یا تو قیاس و گمان سا آیا۔ البتہ کئی چیزیں برسرے بھائی کی زبان سے بولی رہی۔ مثلاً یہ کہ ہم جا رہے ہیں۔ اب ہم بھی ہیں انہیں گے۔ پھر وہ اسی طرح میرے بھائی کی موت واقع ہو گئی۔ عروم کے تین بچے ہیں۔ ڈاکٹر کا اور ایک لاکھ میرا بھائی پہلے سے میرا نہیں تھا۔ نہایت شریف اور بااخلاق نوجوان تھے ان کی بڑی مدت کر رہی ہے۔ جب سے بھائی کا انتقال ہوا ہے وہ بار بار دوسرے شہرے دن غماص میں آتے ہیں دیکھتے ہیں کہیں زندہ ہوں۔ مجھے قبر سے نکالو اور یہ بھی کہتے ہیں اپنی بڑی سے کہ قوت کیوں کہتے ہیں کہیں زندہ انسان کی بھی قوت کی جاتی ہے وغیرہ۔ برائے ہر بانی اس خواب کی تعبیر بتائیے اور اس پورے مادے پر چھاپڑیاں کریں۔ جس آپ کی شکر گزار رہوں گی۔

جواب  
آج کل جاوڑے کا مسلسل عام ہو کر رہ گیا ہے۔ سخی اور گندہ حلیات نے صرف یہ کہ مسلمانوں کے عقائد پر ہار کر گئے رکھ دیے بلکہ ان کے دین دنیا کو بھی زبردست نقصان پہنچا رہا ہے۔ دنیا بھی برباد ہے اور مٹی کا بھی گدا بنی رہا ہے۔

آپ کے بھائی کی موت بالیقین سخی عمل کے ذریعہ ہوئی۔ موت تو برحق ہے اور اس کا وقت بھی متعین ہے اور بعض روایات کے مطابق موت جس ذریعہ سے گئے گی وہی پہلے ہی سے طے شدہ ہے تاہم سربراہان کرام کو حکم کا شکار ہوا ہے تو اس کی مظلومیت مسلم ہے۔ آپ کے بھائی کی وفات چونکہ سخی عمل کے ذریعہ ہوئی اس لئے ان کی شہادت میں بھی کوئی کام نہیں۔ قوی امید ہے کہ اللہ نے ان کی بشری غلطیوں کو معاف کر دیا ہوگا اور مظلومانہ موت کی بنا پر انہیں اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازا ہوگا۔ اب یہ خواب کی تفسیر تو صرف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی موت سخی عمل سے نہیں ہوئی ہے۔ اور سفید جو کہ معنوی طور پر زندہ ہی ہوتا ہے اور اسے مظلومانہ موت کی وجہ سے تیار کیا کے لئے ہوگا۔ اس سے مراد یہ کہ اللہ نے اس لئے بیشک وہ زندہ ہی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہو جاتے ہیں ان کی بڑی کبھی قوت کرنی پڑتی ہے اور ان پر کوئی ہی قانون نافذ ہوتا ہے جو ایک عام انسان کی موت پر ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تو ہمیں گواہی ہی دیتی ہے۔ اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بھائی کی توفیق جیسے۔ (دین)

### بچے کی روک تھام کا عمل

سوال از: محمد اسان قریشی لاہور  
میرا لڑکا عمر تقریباً سو اور سال ہے۔ کبھی سکون سے نہیں جھٹکا۔ کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے اور گھر میں اسے ہر بہت ہی کم کرتے ہیں۔ یہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کب گھر سے نکل گیا گھر سے چلنے کے بعد جھڑپا تھا۔ اب اس کو چھپا دیا ہے۔ بازاروں میں گلی کوچوں میں کالی رد عمل داتا ہے کوئی جلتے والے میں جاتے ہیں تو ٹھکر کولے آتے ہیں۔ ڈر تو نہیں روزانہ کا تقدیر اسے تلاش کر رہے ہیں۔ میں کافی پریشان ہوں۔ کوئی عمل یا توفیق بتائیے جس سے وہ گھری ہو گیا ہے۔ وہ بے اشارہ اللہ پر اچانک اور ہر سبب سے کام کو روزانہ مشغول ہو جاتے ہیں۔ روزانہ کرتا ہے۔ برائے ہر بانی کوئی ایسا عمل بتائیے کہ وہ گھری میں رہے۔ گھر سے نکل کر اصرار نہ جلتے۔

جواب  
رات کو جب آپ کا بچہ سو جائے تو ستر سو لاکھ تھوڑی تھوڑی شمشیریں چھڑک دیں۔ بڑے بڑے کرم کر دیا کریں۔ صبح ۱۱ بجے کا تار پھیل کریں۔ انشاء اللہ آپ کا بچہ گھر سے باہر نہیں نکلے گا۔ اور اگر نکلے گا تو گھر کے آس پاس ہی رہے گا اور آپ کو آئے دن جو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس سے آپ انشاء اللہ محفوظ رہیں گے۔  
تعلیمی بچہ ذوقی کا علاج  
سوال از: محمد اسان قریشی لاہور۔







# دکھ کی حکیمت



حَسَنُ الْمَاشِی

جس طرح علمائے جفر نے عمل کے دوران عناصر اور مزاج کو ملحوظ رکھا ہے اور جس طرح علمائے جفر نے چاند کی بعض تاریخوں کو مبارک اور براہ میں بعض تاریخوں کو غیر مبارک قرار دیا ہے اسی طرح علمائے جفر نے آیامِ لاند اور آیامِ نازک و کھلیات میں بہت اہمیت دی ہے۔ اور تاکید کی ہے کہ عاملین عمل کرتے وقت ان تاریخوں کو پیش نظر رکھیں۔ اعمالِ جمالی آیامِ طالع میں جاتے ہیں اور اعمالِ جلالی آیامِ نازک میں کئے جاتے ہیں۔ علمائے جفر نے ان کی تقسیم بہ اعتبار تاریخ و اس طرح کی ہے۔

آیامِ نازک۔  
چاند کی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔

علمائے جفر کا کہنا ہے کہ چاند کی ان تاریخوں میں جلالِ اعمال کئے جائیں کیونکہ ان تاریخوں میں جلالی اعمال ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آیامِ طالع۔  
چاند کی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹۔

ان تاریخوں میں جمالی اعمال کئے جائیں۔ کیونکہ ان تاریخوں میں جمالی اعمال ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جلالی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ دیکھئے بنیادی طور پر جفر کی قیاسی حکیمت۔ کہ ہر معاملے میں کرنے والی ذات الشریک ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس دنیا میں کچھ بھی ہونے والا نہیں۔ لیکن جس طرح کوئی طبیب اپنے نسخے کو تیار کرتے وقت غازی کے قیام، جزاء، کو ایک جگہ تحلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کسی بھی جزو کو خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو نظر انداز نہیں کرتا۔ صریح ہے کہ وہ اجزاء کے اوزان کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اور کوئی طبیب جو سر میں بننے والی دواؤں کو کبھی سوچ کر نہیں تیار کرتا۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ جسم کی تبدیلی کی وجہ سے اثرات میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح صاحبِ استدلال مائل بھی روحانی قوتوں کی ترکیب و تفصیل کے وقت عمل کی شداد و عمل کا وقت، عمل کا دن اور عمل کی تاریخ کو پیش نظر رکھتا ہے۔ حالانکہ اس کا مقصد بنیادی طور پر یہی ہوتا ہے کہ تمام تر جہود و جدوجہد اور احتیاط کے باوجود ہوگا وہی جواشر چاہے گا۔

اگر آپ مایلِ کامل بننا چاہتے ہیں تو درجہ عملیات کے تحت دی گئی تمام شرائط کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ تب ہی کامیابی کے امکانات روشن ہوں گے۔ اور عمل کے اہم نتائج ہوں گے۔ اور اگر آپ اپنے ایسا کیا کہ جو اعمال آیامِ نازک میں کرتے چاہتے ہیں۔ انہیں آیامِ طالع میں کر لیا اور جنہیں آیامِ طالع میں کرنا تھا۔ انہیں آیامِ نازک میں کر بیٹھے تو عمل کی تاثیر اٹ جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح آپ کو کوئی نقصان بھی پہنچے۔

علمِ نجوم سے متعلق کچھ باتیں | روحانی عملیات کیلئے جس طرح حروف اور اعداد کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح کچھ علمِ نجوم سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کچھ نادان لوگ علمِ نجوم کا نام سننے ہی پر ناچ بولتے ہیں۔ اور بے دھڑک یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ جو عاملین اپنے عمل کے دوران ماحول کو ملحوظ رکھتے ہیں اور برود و اور سیاروں کی طے شدہ گردش کے قائل ہیں وہ دراصل گمراہی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ یہ صرف نادانی اور نادانیت کی بنا پر ہوتا ہے۔ اگر علمِ نجوم سے متعلق لوگوں کو صحیح معلومات ہو تو وہ اس طرح کی الزام تراشی سے یقیناً گریز کریں گے۔

ساری دنیا اس بات سے واقف ہے کہ غائبی اکبر نے تمام کائنات کے نظام کو سیاروں کی گردش سے وابستہ کیلئے جو کچھ بھی اس دنیا میں ہو رہا ہے وہ سیاروں کی گردش ہی کا نتیجہ ہے۔ ایل و چار کا آنا جانا موسموں کا تغیر و خیر و سیاروں کی گردش ہی کا سبب ہے۔ اگر سیاروں کی گردش ختم ہو جائے تو نظامِ عالم مفلج ہو کر رہ جائے۔ بعض حضرات اس بات کے دعوہ دیتے ہیں کہ علمِ نجوم کو شریعتِ عام قرار دیا ہے۔ جہاں تک شریعت کا معاملہ ہے تو وہ بھی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور اپنے جانشین سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگر شریعت سے مطلقاً علمِ نجوم کو حرام قرار دے دیا ہوتا تو کسی ماسک کی یہ سال نہ ہوتی کہ وہ پھر بھی علمِ نجوم کو کسی معاملے میں وسیلہ بناتے۔ لیکن چونکہ شریعت سے مطلقاً اسے حرام قرار نہیں دیا اور شریعت کسی بھی علم کی خواہ وہ کیسا بھی ہو نہ فنی کرتی ہے اور نہ ہی مطلقاً کسی علم کو مسموم اور باطل قرار دیتی ہے۔ شریعت تو علمِ نجوم



عدوت ہمارے لائق ہو تو تحریر کریں۔

## جہیز کی شرعی حیثیت

سوال: از عبدالمصطفیٰ آگرہ ناوہ

جہیز کا کیا ریاست ہے یا فرض یا گناہ؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**جواب:** وہ ساز و سامان جو لڑکی کو بوقتِ رخصت اس کے ماں باپ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نہ یہ فرض ہے اور نہ واجب، اور نہ یہ مستحب و رسول ہے۔ البتہ یہ بات بھی دیا جاسکتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رخصت کرنے وقت مگر یہ ضروری کچھ چیزیں انھوں نے علیؑ رضی اللہ عنہ وسلم سے دعا کی تھیں اس سے بہر حال اتنا ثابت ہو جاتا ہے کہ ضروری اشیاء کو بوقتِ رخصت اپنی لڑکی کو دینا گناہ اور حرام نہیں ہے۔ لیکن موزون چیزیں بے شمار قباحتیں ہیں اس لئے علماء اور مصلحانہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے احتراز کرنے میں نادمہ ہے۔ تاہم اگر غور سے جائزہ لیں گے تو اپنی لڑکی کو والدین کچھ دیں یہ اس پر امتحان اور اطمینان

آپ نے اپنے دوسرے سوال میں ان صاحب کا ذکر کیا ہے جو جہیز کو اسلامی سے منسلک ہیں اور ان کی شادی ہوتے والے ہیں اور انہوں نے جہیز لینے سے انکار کر دیا ہے صرف انکار کر دیا ہے بلکہ انکار کرنے میں اپنا پورا اندر لگا دیا ہے۔ جبکہ لڑکی والوں کا مصدب ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو کچھ دیکھ ضرور دیں گے۔ اس بارے میں یہ عرض ہے کہ اگر لڑکی کے والدین برضا و رغبت کچھ ساز و سامان اپنی بیٹی کو دینا چاہیں اور ان کا مقصد فائز و والدین برضا و رغبت قبول کر لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ یہ بات بھی مسلم ہے کہ جہیز کے نام بھی سامان آتا ہے وہ لڑکی کی ملکیت وہ دہائی ملک نہیں ہو جاتا پھر اس کو قبول نہ کرنے میں بیڑی چوٹی کا اور لڑکا نا اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مادی دنیا کے نام پر پھیرالے غیر اسلامی احتیاط سے محفوظ رکھے۔

خوش ہے۔ روحانی ڈاک کے کالم میں فقہی قسم کے سوالات بھیجئے۔ احراز بریں۔ ورد ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جائے گی۔ دیرینہ تعلقات کی وجہ سے آپ کے اس سوال کا جواب دے دیا گیا۔ آئندہ اس طرح کے جوابات کیلئے جوالی تقاضا۔ ارسال کریں۔

## اشد ضروری

روحانی ڈاک کا کالم محدود ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اسے کالم جیسے رعایتیت کے لئے صرف سوالات و دعا کریں۔ فقہی مسئلے کے لئے دوسرے دینی رسائل کو جوہر سے اسے طلبہ کے سوالات کیلئے دوسرے وقت سے اور مکمل رسائل سے رابطہ کریں۔ (مدیر)

## بے وجہ کا خوف

سوال: از محبوب جہاں گوری

میرا پہلا سوال یہ ہے کہ میری ایک سہیلی کہتی ہے کہ طہاسی دنیا جیسی چیزیں لکھیں ہی پڑھنے سے باگھر میرا کھنے سے فتنہ کی پیشی ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

**جواب:** یہ سراسر غلط ہے۔ اور یہ دوسرے ہمارے والدین کے قبیل سے طہاسی دنیا کے آئے گی اور انشاء اللہ وہ اس رسالے کو صرف دیکھ کر ہی دفع ہو جائیں گے کیونکہ اس میں وقفاً لفظاً ایسے عمل اور روحانی نارسوں پر پیش کیے جاتے ہیں کہ جن کا توڑ فتنہ کے پاس نہیں ہے۔ لہذا اپنی سہیلی کو کھانسی کہ وہ طہاسی دنیا سے ڈرنے کے بجائے اسے گھر میں رکھیں اور غور کریں کہ اس رسالے کو گھر میں رکھنے اور پڑھنے سے کس درجہ سکون و عافیت اور خیر و برکت گھر میں پیدا ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اس رسالے کی برکت سے ہر طرف سے رحمتوں اور نصرتوں کا نزول ہوگا اور اگر گھر میں شیطان اثرات ہوں گے۔ تو وہ بھی اس رسالے کی موجودگی کی وجہ سے انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے۔

## کلونگی؟

سوال: از ایشا

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کلونگی تو روایات کے مطابق ہر بیماری کی دوا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے کرناٹک میں کلونگی کو کیا کہتے ہیں۔ ازراہ کرم اس پر روشنی ڈالیں۔

**جواب:** یہ سوال فوجی آپ کے کرناٹک کے خاکہ میں کلونگی کے متبادر لفظ کا ذکر ہے۔ رسول میں بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی جس وقت سوتا ہے کہ اس کا ہے اسے آپ کے کرناٹک میں کھانا ہے یا کرتے ہیں جو بات ہیں آپ کو بھی چاہیے۔ فقہ ہات آپ سے دریافت کر رہی ہیں۔ کرناٹک آپ کا ہے اور کرناٹک کی بولی آپ کا بانی ہے۔ لہذا ہم سے زیادہ آپ ہی کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے کرناٹک کی لادری۔ بان میں کلونگی کو کیا کہتے ہیں آپ کو یہ معلوم ہی ہوگا کہ کلونگی ہمارے بھی چلتی ہے اگر آپ ہمارے ٹوٹنے سے کالے کالے دے نکال کر اپنے طالع کے کسی بھی ڈکاندار کو دکھائیں گی۔ تو وہ ان دنوں کا نام آپ کو ضرور بتا دے گا کہ کلونگی



کے اُس حقے کو مردود سمجھتی ہے جس میں سو فی صد دعووں کے ساتھ غیب کی باتیں بنائی جاتی ہیں اور پھر ان پر کامل یقین کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص عقیدہ تو یہ رکھے کہ اس کی گردش کی وجہ سے یہ اثرات عالم پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کو بہت قدرت حاصل ہے وہ چاہے تو ان اثرات کو پٹ سکتا ہے۔ تو ایسا سوچنا اور کہنا ہرگز ہرگز بعید کی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عامل بنیادی طور پر اللہ ہی کو قادر مطلق سمجھنا ہے۔ اور ستاروں کی گردش کو وہ ایک سبب کا درجہ دیتا ہے اور ہر سبب کو بطور سبب کے قبول کرنا اور بھروسہ اللہ ہی پر رکھنا کسی طور ناجائز نہیں ہے۔

اس تہید کے بعد ہم اُن ضروری ضروری باتوں کو بیان کریں گے جو روحانی عملیات میں بے حد ضروری ہیں۔ اور جگہ جگہ ان کی ضرورت پڑے گی۔ اگر ہم نے انہیں بیان نہیں کیا تو آگے چل کر اس راہ کے سالکوں کو دشواری ہوگی اور بات کو سمجھ نہ پائیں گے۔ سب سے پہلے تو یہ بات زمین نشین کر لیں کہ قادر مطلق نے آسمان پر ہزاروں ستارے بنائے ہیں اور ان میں بھی وہ قسم کے ستارے بنائے ہیں، ہندو اُتارِ ثابت اور ہندو متحرک۔ ثابت اُن ستاروں کو کہتے ہیں جو ایک جگہ قائم ہوں اور متحرک اُن ستاروں کو کہتے ہیں جو مسلسل گردش میں ہوں جو ستارے مسلسل گردش میں ہیں وہ کل ہیں۔ اور یہی ستارے علم نجوم کا موضوع ہیں۔

ان ستاروں کے نام یہ ہیں۔

شمس، مشتری، مریخ، عطارد، زہرہ، قمر اور زحل۔

**شمس** یہ ستارہ سب سے بڑا ستارہ ہے۔ اور یہ ستارہ مبارک اکبر بھی ہے۔ دیگر چھ ستارے اسی ستارے کے ماتحت ہیں۔ اور ان کا وجود عالم اسباب میں اسی ستارے کا ہر ہون منت ہے۔ یعنی وہ ستارے اسی سے روشنی پاتے ہیں۔ بذاتِ خود وہ روشن نہیں ہیں۔ یوں سمجھیں کہ اگر بالاتفاق شمس سیاہ پڑ جائے اور کسی وجہ سے اپنا نور کھو بیٹھے تو دیگر ستارے بھی سیاہ پڑ جائیں گے کیونکہ وہ تو سب کے سب اسی سے انساب فیض کرتے ہیں۔

شمس ستارہ بُرجِ اسد کا مالک ہے۔ اور چوتھے آسمان سے یہ متعلق ہے۔ یہ ستارہ تمام ستاروں سے پانچ گنا بڑا ہے۔ اور اس زمین سے جس پر ہم رہتے ہیں ۱۲ لاکھ ۸۰ ہزار ۱۱ میل ہے اور اس کی روشنی کی رفتار فی سکینڈ ایک لاکھ اسی ہزار میل ہے۔ طلوع ہونے سے، منٹ میں زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ آفتاب ۱۲ بُرجوں کا سفر تقریباً ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے میں طے کر لیتا ہے۔ اور تقریباً ہر بُرج کو یہ ۳۰ دن میں طے کر لیتا ہے۔ اس کے مَوَکِل کا نام صلحائیل ہے۔ یہ اتوار کے دن کا حاکم مالک ہے۔

**قمر** یہ ستارہ وجود کے اعتبار سے دوسرے نمبر کا ستارہ ہے۔ یہ بُرجِ سرطان کا مالک ہے۔ اس کا تعلق پہلے آسمان سے ہے اس کا قطر ۲ ہزار ایک سو ساٹھ میل ہے اور محیط ۲۴ ہزار ۲۵۰ گھنٹے پہلے میل ہے اس کا فاصلہ ۲ لاکھ ۲۵ ہزار پانچ سو نو میل ہے یہ زمین سے تقریباً ۱۹ گھنٹے چھوٹا ہے اس کی جسامت زمین سے ۲۹ حصے کم ہے۔ یہ زمین کے ارد گرد ۲۸ دن ۸ گھنٹے ۴۴ منٹ اور پانچ سکینڈ میں گھوم جاتا ہے۔ قمر کی رفتار فی گھنٹہ ۲ ہزار دو سو اسی میل ہے۔ یہ ایک بُرج کو تقریباً سو اڑدو دن میں طے کر لیتا ہے۔ اس کا مَوَکِل اسمعیل ہے یہ ہر کے دن کا حاکم ہے۔

**مریخ** یہ ستارہ بُرجِ عقرب کا مالک ہے۔ اس کا تعلق پانچویں آسمان سے ہے۔ اس کی رفتار تقریباً فی گھنٹہ ۵۲۰ میل ہے۔ یہ ستارہ زمین سے کافی چھوٹا ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ ۱۳ کروڑ ۷ لاکھ میل دور ہے اس کا قطر ۲ ہزار ایک سو آٹھ میل ہے۔ یہ ستارہ ہر بُرج کو ۳۰ دن میں طے کرتا ہے اس کا مَوَکِل کا کائیل ہے یہ منگل کے دن کا حاکم ہے۔

**عطارد** یہ ستارہ دو بُرجوں، جوزا اور سنبلہ کا مالک ہے۔ اس کا تعلق دوسرے آسمان سے ہے۔ اس کا فاصلہ زمین سے تین کروڑ ۸ لاکھ ۸۰ ہزار میل دور ہے اس کی رفتار فی گھنٹہ ۱ لاکھ ایک ہزار میل ہے۔ اس کا قطر ایک ہزار ۸۰ میل ہے۔ اس کا قیام ایک بُرج میں ۸ دن رہتا ہے اس کا مَوَکِل شائیل ہے یہ بدھ کے دن کا حاکم ہے۔

**مشتری** یہ ستارہ بھی دو بُرجوں، قوس اور جدی کا مالک ہے۔ چھٹے آسمان سے یہ وابستہ ہے۔ یہ سورج سے ۲۸ کروڑ میل کے فاصلے پر ہے اس کی رفتار فی گھنٹہ ۲۸۰ میل ہے۔ اس کا فاصلہ زمین سے ۲۸ کروڑ ۲۸ لاکھ میل ہے اور یہ زمین سے ۲۵ گنا بڑا ہے۔ یہ ستارہ ایک بُرج کو ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اس کے مَوَکِل کا نام کائیل ہے۔

یہ جمعرات کے دن کا حاکم ہے۔

**زہرہ** یہ ستارہ بھی دو بُرجوں، ثور اور میزان کا مالک ہے یہ تیسرے آسمان سے متعلق ہے۔ اس کا قطر ۸ ہزار ۸۰ میل ہے۔ یہ تقریباً گزشتہ زمین کے برابر ہے یہ زمین سے ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ ہر بُرج کو ۲۵ دنوں میں طے کرتا ہے اس کے مَوَکِل کا نام ہند بائیل ہے۔ یہ جمعہ کے دن کا حاکم ہے۔

**زحل** یہ ستارہ بھی دو بُرجوں، جدی اور دلو کا مالک ہے۔ اس کا تعلق ساتویں آسمان سے ہے۔ یہ زمین سے ۲۲ گنا بڑا ہے اس کا قطر ۹ ہزار میل ہے یہ سورج سے ۸ کروڑ ۵۲ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کی رفتار فی سکینڈ ۵۹۶ میل ہے۔ یہ ایک بُرج کو ۳۰ ماہ میں طے کرتا ہے اور ۱۲ بُرجوں کا سفر ۲۹ سال میں طے کرتا ہے۔ اس کے مَوَکِل کا نام عبیدائیل ہے اور یہ ہفتے کے دن کا مالک ہے۔ یہ ستارہ ہمیشہ اُٹا چلتا ہے۔

(باقی آئندہ)



# جانوروں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

ملخص و انتخاب  
حسن الهاشمی  
فاضل دارالعلوم دیوبند

**طوطا** طوطے کو خواب میں دیکھنے کی مختلف صورتیں سکتی ہیں۔ اگر کسی نے خواب میں طوطے کو کسی درخت پر بیٹھ دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ کسی دھوکے باز اور چالاک انسان سے سابقہ پیش آنے والا ہے۔ اگر دیکھا کہ طوطا درخت پر بیٹھا تھا پھر اڑ گیا۔ تو تعبیر ہوگی کہ دھوکے باز دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیگا۔ اگر طوطے کو پھرے میں دیکھا تو کسی یتیم سے سابقہ پیش آئے گا۔

بعض معبرین نے فرمایا ہے کہ پھرے میں بند طوطے کو دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ خاندان میں کسی کی موت ہونے والی ہے اور کچھ بچے یتیم ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی صاحب اقتدار نے خواب میں باز دیکھا **عقاب** تو اس کیلئے اچھی علامت نہیں ہے۔

پس اگر دیکھا کہ بار اڑ گیا اور اس کے ہاتھوں میں صرف پنجے باقی رہ گئے تو تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب اقتدار ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اور صرف نام اور شہرت باقی رہ جائیگا۔ اور اگر دیکھا کہ باز اڑ گیا اور ہاتھوں میں اس کے کچھ پر باقی رہ گئے تو تعبیر یہ ہوگی کہ اقتدار عنقریب چلا جائے گا اور کچھ مال و زر باقی رہ جائے گا۔ خواب میں باز کا زچ کرنا کامیابی کی علامت ہے۔ پس اگر کسی عام آدمی نے دیکھا کہ بہت سے باز زچ کئے جا رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ نسل کریمواری بادشاہ عنقریب یا تو مرجائیں گے یا پھر اقتدار سے محروم ہو جائیں گے اور رعایا کو امن و امان نصیب ہوگا۔

اگر کوئی عام آدمی باز کو اڑتے ہوئے دیکھے

تو اس بات کی علامت ہے کہ اس پر خدا کا فضل ہو گیا۔ اگر حاملہ عورت باز خواب میں دیکھے تو یہ نرینہ اولاد کی طرف اشارہ ہے کہ انشاء اللہ اس کے گھر فرزند تولید ہونے والا ہے۔

**کوا** اگر خواب میں کسی نے کوا دیکھا تو کسی بہانہ کے آنے کی علامت ہے۔

اگر کسی نے خواب میں سرخ چوچ کا کوا دیکھا تو تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب کوئی عیش پرست بہانہ آنیوالا ہے اور اس کے آنے کے بعد گھر میں عیش پرستی اور لہو لعب کا بازار گرم ہوگا۔

اگر خواب میں دیکھا کہ کوا پر کتا ہوا ہے تو یہ ولد الزنا کی علامت ہے کہ خدا نخواستہ کسی ولد الزنا سے سابقہ پیش آنے والا ہے یا پھر کسی ولد الزنا کی اپنے گھر یا کسی رشتے دار کے گھر پیدا نش ہونے والی ہے۔

اگر خواب میں مبرا ہوا کوا دیکھا تو یہ کسی دوست کی موت کی علامت ہے، کہ عنقریب کسی قریبی دوست کے جلد مرنے کی اطلاع ملنے والی ہے۔

کوئے کو اگر کسی جگہ مبرا ہوا لٹکا ہوا خواب میں دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والا عنقریب کسی گناہ کی سزا میں ماخوذ ہوگا۔

**فاختہ** اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے فاختہ خریدی ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب وہ مالدار ہونے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ کو بندریہ جال پکڑے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مال حرام اس کے پاس آنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ کو بولتے ہوئے دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ کسی بے وفا اور بد زبان عورت یا ملازم سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ اڑتی ہوئی دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کی بیوی اس سے بے وفائی کرنے والی ہے۔

**کبوتر** خواب میں بالعموم کبوتر کو دیکھنا، امین قاعدہ سے سچے دوست اور با وفا محبوب کے ملنے کی علامت ہے۔ بالخصوص اگر خواب میں سفید کبوتر کو دیکھے تو عنقریب کوئی محبت کرنے والا ساتھی نصیب ہو گا۔

اگر کبوتر کو بولتے ہوئے دیکھے تو عنقریب کسی نوے کی محفل میں شرکت کرنے کی نوبت آنے والی ہے۔ اگر خواب میں کوئی کبوتری نظر آئے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب کوئی با وفا اور محبت کرنے والی عورت ملنے والی ہے۔

اگر کبوتر کسی مریض کے سر ہانے بیٹھا خواب میں نظر آئے تو یہ مریض کی موت کی دلیل ہے کہ وہ اس مرض میں وفات پائے گا۔

اگر خواب میں دیکھے کہ کبوتر کسی مریض کے سر ہانے بیٹھا ہے اور پھر اڑ گیا تو یہ صحت ہو جانے اور زندگی کے باقی رہنے کی علامت ہے۔

اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ کبوتر کو دانا ڈال رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب وہ قوم کی قیادت کرے گا۔

اگر کوئی خواب میں یہ دیکھے کہ کوئی کبوتر اڑتا ہوا اس کے پاس آیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ



عنقریب کوئی پیغام آنے والا ہے  
اگر کوئی دیکھے کہ بوتری اڑ کر نظروں سے غائب  
ہوگی تو عنقریب وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا وہ انتقال  
کر جائے گی۔

اگر کوئی خواب میں بوتری پکڑے تو اس کی تعبیر  
یہ ہوگی کہ عنقریب اس کو دولت ملنے والی ہے۔  
اگر کوئی خواب میں ایسی بوتری دیکھے جس کی  
ایک آنکھ غراب ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس  
کی بیوی کے اخلاق و کردار میں کچھ کمی ہے۔

اگر کوئی خواب میں ایک ساتھ بہت سارے  
بوترے دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ کثیر العیال  
ہوگا۔

اگر کوئی خواب میں بوترے کو زخمی دیکھے تو یہ اس  
بات کی علامت ہے کہ عنقریب اسے کوئی رنج پہنچے والا ہے۔  
اگر خواب میں کتا نظر کرے تو یہ اس بات کی علامت  
ہے کہ عنقریب انسان کسی کے ماتحت زندگی  
گزارنے پر مجبور ہوگا۔

اگر کتے کو خواب میں بھونکتا ہوا دیکھے تو اس  
کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا عنقریب بڑے گناہوں  
کا مرتکب ہوگا۔  
اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ کتے نے اس کے  
کاٹ لیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ عنقریب  
اسے دشمنوں سے ایذا پہنچے گی۔

اگر کوئی شکاری کتے کو خواب میں دیکھے تو یہ  
اچھا ہے یہ مال ملنے کی طرف اشارہ ہے۔  
اگر کوئی کتیا کو خواب میں دیکھے تو اگر خواب  
دیکھنے والا کنوارا ہے تو تعبیر ہوگی کہ اس کی شادی  
دشمن قوم کی لڑکی سے ہوگی۔ اور اگر وہ شادی شدہ  
ہے تو تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے تعلقات دشمن قوم کی لڑکی  
سے ناجائز طور پر قائم ہوں گے۔

اگر کوئی خواب میں کتیا کا پلا دیکھے تو یہ اس  
بات کی علامت ہے کہ راستے میں کوئی ناجائز بچہ پڑا  
ہوا ملے گا۔

گرگٹ اگر کوئی شخص خواب میں گرگٹ کو دیکھے تو

یہ اس بات کی علامت ہے کہ موجودہ حاکم بہر حال اقتدار  
پر بحال رہے گا وہ رنگ بدلتا رہے گا لیکن کسی نہیں  
چھوڑے گا۔

گرگٹ خواب میں دیکھنے سے یہ بھی مراد لیا  
جاتا ہے کہ عنقریب دین میں کوئی رخنہ پیدا ہو یا وہ  
اگر کوئی خواب میں گرگٹ کو مرا ہوا دیکھے تو  
یہ اس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والے کے گھر  
میں کسی عزیز کی موت ہونے والی ہے۔

اگر کوئی گرگٹ کو بھاگتا ہوا دیکھے تو یہ فساد  
اور جھگڑے کی نشاندہی ہے۔

گھوڑا اگر کوئی خواب میں گھوڑا دیکھے تو یہ اس بات  
کی علامت ہے کہ عنقریب اسے مال و زر ملنے  
والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار  
ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو عزت اور  
فوقیت کا مقام ملے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں یہ دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار  
ہے اور گھوڑا بھاگ رہا ہے تو تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے  
کے دشمن جو بھی سازش کا جال نہیں گئے یہ ان تکمل جائیگا  
اور دشمنوں کو اپنی جانوں میں ناکامی ہوگی۔

اگر کوئی خواب میں گھوڑا اڑتے ہوئے دیکھے  
تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب وہ کسی فتنے میں  
جلا ہو یا وہ بھلا ہو۔

اگر کوئی خواب میں خود کو گھوڑے پر سوار اس  
حال میں دیکھے کہ گھوڑا غلط جگہ پر یعنی زمین کے بجائے  
کسی چھت پر کسی ٹیلے پر یا کسی پلنگ یا مسہری پر کھڑا  
ہو تو اس کی تعبیر یہ نہیں ہوگی اور عنقریب خواب دیکھنے والے  
کو کسی تکلیف اور دکھ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اس گھوڑے  
پر سوار ہے جو ریس میں لگایا جاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ  
ہوگی کہ خواب دیکھنے والا عنقریب مرتبہ ملے گا۔

اگر کوئی حاملہ عورت گھوڑے کو خواب میں  
دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب اس کے ایسا فرزند  
ہوگا جو فنکار بنے گا۔ اور دنیا میں مشہور ہوگا۔

اگر کوئی خواب میں چنگیر گھوڑا دیکھے تو یہ اس  
بات کی علامت ہے کہ عنقریب خواب دیکھنے والا بہت  
مالدار ہو جائے گا۔

اگر کسی نے دیکھا کہ وہ زرد رنگ کے گھوڑے  
پر سوار ہے تو عنقریب وہ بیمار ہو جائے گا۔  
اگر سرخ گھوڑے پر سوار خود کو دیکھا تو عنقریب  
کوئی غم پیش آنے والا ہوگا۔

اگر کسی نے دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس  
بھٹکنے کیلئے ایڑیاں مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی  
کہ عنقریب وہ نفسانی خواہشات کا شکار ہو جائے گا  
اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار  
تھا اور اب اترا رہا ہے تو وہ کسی ہمدے سے جلد ہی  
معزول ہو جائے گا۔

اگر کسی نے لمبی دم کا گھوڑا خواب میں دیکھا  
تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے بہت اولاد ہوگی۔  
اگر کسی نے دم کا گھوڑا خواب میں دیکھا تو  
اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوگی  
اگر ہوگی تو مرجائے گی۔

اگر کسی نے خود کو ایسے گھوڑے پر سوار دیکھا  
جس کی نگام نہیں ہے تو عنقریب اس کا تعلق کسی عورت  
سے قائم ہوگا۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ گھوڑے  
گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب  
نیک نام مشہور ہوگا۔

ایک شخص علامہ ابن سیرین کے پاس آیا اور  
کہنے لگا کہ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں  
ایسے گھوڑے پر سوار ہوں جس کی ٹانگیں لوہے کی ہیں  
اس کی تعبیر کیا ہوگی؟ علامہ ابن سیرین نے جواب دیا  
عنقریب فوت ہو جائے گا چنانچہ ایک ہفتے کے بعد  
اس کی وفات ہو گئی۔ (باقی آئندہ)

## اندیشے

دو ایک عورت دوسری عورت سے جب وہ گھر  
بنانے کی بات کرتے ہیں تو بچے ایسا لگتا ہے وہ بچے  
طلاق دینے کی سوچ رہے ہیں۔ ••



ڈاکٹر غلام جیلانی

# جب اللہ تعالیٰ کو منصف مانے ہو تو پھر یہ بھی مانو

اور نیکو کار کے لیے اس قسم کے احکام نکلتے ہوں گے۔

- ۱۔ اس کی روزی فراخ کر دو۔
- ۲۔ اس کے منصب و عزت میں اضافہ کر دو۔
- ۳۔ اسے قابل اولاد دو۔
- ۴۔ اسے بیماریوں سے بچاؤ۔
- ۵۔ اسے حسین مطیع اور دانش مند بیوی دو۔
- ۶۔ بحیثیت ادیب و فلسفی اس کی شہرت میں جارحانہ لگا دو۔
- ۷۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دو۔
- ۸۔ اسے انا ترک یا قائد اعظم بنا دو۔
- ۹۔ اس میں علم و مطالعہ کا شوق بھر دو۔

وغیرہ وغیرہ۔

یہ صرف میرا قیاس ہی نہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ خدائی فیصلوں کی نوعیت یہی ہوتی ہے۔ اس معاملے پر خود اللہ تعالیٰ کی شہادت ملاحظہ فرمائیے :-

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ  
مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

(القلم)

کیا ہم نیکوں اور بدوں سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

جب اللہ تعالیٰ کا تخت انصاف و صداقت کے ستونوں پر قائم ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا ہر فیصلہ انصاف پر مبنی ہو گا وہ بدکاروں پر لعنت، تباہی، بھوک، امراض، وبائیں، روسپاسی اور ذلت مسلط کرے گا، اور نیکو کاروں کو فارغ البالی، خوشحالی، امن و سکون اور رحمت و برکت کی بشارت دیتا ہو گا۔

مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ مسندِ عدل پر متمکن ہے۔ اس کے سامنے معاملات انسان ہر دم پیش ہو رہے ہیں اور وہ مختلف سزائیں نافذ کر رہا ہے۔ دنیوی عدالتوں اور خدائی عدالتوں میں یہ فرق ہے کہ یہاں فیصلے ہم اپنے کالوں سے سننے ہیں اور ان کی نقول بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن خدائی فیصلوں کی نقول نہیں مل سکتیں اور نہ فیصلے اپنے کالوں سے سن سکتے ہیں۔ خدائی فیصلے کچھ اس طرح کے ہوتے ہوں گے

- ۱۔ فلاں بدکار کو دق کی سزا دی جاتی ہے۔
- ۲۔ فلاں کو تنگ دستی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔
- ۳۔ فلاں کے جسم میں کیرے ڈال دو۔
- ۴۔ فلاں کو بے اولاد کر دو۔
- ۵۔ فلاں کو ضعف جگر کی سزا دو۔
- ۶۔ فلاں کو موٹر کے حادثے میں پیس ڈالو۔
- ۷۔ فلاں کی لائیں توڑ دو۔
- ۸۔ فلاں سے آنکھیں چھین لو۔
- ۹۔ اسے جھگڑا لوی بیوی دو۔

وغیرہ وغیرہ

مدیر طلسماتی دنیا کا اس مضمون سے متفق

ہونا ضروری نہیں ہے

• خط و کتابت کرتے وقت خرید و حضرات اپنا خریداری نمبر ضرور ڈالیں۔

• جواب طلب امور کیلئے پتہ لکھا ہوا جوابی نظامہ روانہ کریں۔



جس نے تو خوبصورت لڑکیوں پر عاشق ہو جاتے ہیں کیا بندہ بھی کسی مرد کے محبت  
میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ — ایک شخص نے کسی عجیب و غریب پراسرار مرد کو  
جو ایک جڑ کا محبوب تھا۔

# چشم طوفان

دانشور دیوبند



ذاتی تجربہ ہی میری الجھن کا باعث بن گیا ہے۔ لیکن اسے بیان کرنے سے پہلے  
آپ کو مسان روڈ کے سرکے اور گھوڑے گاڑی والے بھوت کے بارے میں  
بتانا چلوں تو شاید آپ میری سرگزشت کو بھوٹا نہ سمجھیں۔

کراچی کے اس علاقے میں جہاں اب اگر تاج کالونی اور بہار کالونی  
آباد ہے، مسان روڈ کے نام سے ایک سڑک ہوا کرتی تھی۔ اس سڑک پر  
ہندوؤں کا ایک شے خان ہوا کرتا تھا جہاں وہ اپنے مردے جلایا کرتے تھے لوگ  
کہتے تھے کہ اندھیری راتوں میں ایک سرکنا بھوت اس سڑک پر گھومتا رہتا ہے  
اور کسی اکیلے راہ گیر کے سامنے اچانک نمودار ہوتا ہے تو وہ دہشت کے مارے  
موجاتا ہے یا اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے میری دادی  
اکثر میرے باپ کو تاکید کرتی تھی کہ وہ رات کو ڈھکے سے واپس آتے وقت  
مسان روڈ کی بجائے چاک ڈاڈا والے راستے سے آیا کرے۔

گھوڑے گاڑی والے انگریز بھوت کا قصہ یوں ہے کہ اس زمانے  
میں ٹیکسیاں یا موٹر رکشے نہیں ہوتے تھے۔ کیاڑی تک صرف ٹرام یا ایک  
دوبیس جا یا کرتی تھیں۔ البتہ گھوڑا گاڑیاں (دکٹوریہ) عام تھیں۔ جب بھی  
کوئی جہاز ڈھکے پر لگتا، اس کا عملہ یا مسافر دکٹوریہ میں سوار ہو کر شہر آتے  
یا سیر کرتے، دکٹوریہ ان کی دلپسند سواری تھی اسی لئے کیاڑی کے ڈھکے پر  
رات کو بھی گھوڑا گاڑیاں مل جاتی تھیں اور انہیں چلانے والے جہازوں  
کے عملے یا مسافروں سے منہ مانگا کرایہ وصول کرتے تھے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ رات کے وقت ایک انگریز کسی دکٹوریہ  
کو روکنا اور اس پر سوار ہو جاتا۔ دکٹوریہ والا کہتا — ”صاحب! ہلنا  
رو پیالے گا!“ انگریز اس بات میں سر ہلا دیتا اور سنسان سڑکوں پر خوب  
سیر کرتا۔ جب دکٹوریہ اس مقام پر واپس آتی جہاں سے وہ سوار ہوا تھا

میرا نام شیر محمد ہے۔ بروہی بلوچ ہوں اور کراچی کے قدیم علاقے لیاری  
میں پیدا ہوا تھا۔ وہیں پلا بڑھا۔ لیکن اگے چلی کے ایک خوش پوش علاقے میں رہتا ہوں۔  
اللہ تعالیٰ نے مجھے سکون کے سوا سب کچھ دے رکھا ہے۔ ممکن ہے یہ میرا دم ہو۔  
لیکن اگر کسی طرح یہ دم دور ہو جائے تو میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھوں گا۔  
میرا باپ کیاڑی کے ڈھکے پر مزدور تھا۔ بحری جہازوں سے مال اتارا  
کرتا تھا۔ اور یہ خواب دیکھتا رہتا تھا کہ اس کا بیٹا مینی بڑا ہو کر کسی بحری جہاز  
کا کپتان بن جاؤں، اسی لئے وہ مجھے تعلیم دلواتا رہا۔ اس دن وہ خوشی سے  
پھولا نہیں سماتا تھا۔ جب میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ڈیک کیڈٹ بنا  
تھا۔ یہ اس کے خوابوں کی تعبیر کا پہلا مرحلہ تھا۔ اپنے پہلے بحری سفر پر روانہ ہوتے  
وقت اس نے مجھ سے کہا تھا — ”ارے سن شیرو! میں بس اس وقت تک  
ڈھکے پر مزدوری کروں گا جب تک تو تھرڈ افسر نہیں بن جاتا، ورنہ لوگ کہیں  
گے کہ بیٹا افسر بن گیا ہے مگر باپ اب تلک مزدوری کر رہا ہے۔“

میں نے سینہ پھلاتے ہوئے جواب دیا تھا — ”پھر تم کو مزدوری کرنے  
کی کون دے گا اتنا؟“

”اچھا سن!“ وہ بولا تھا — ”جہاز پر روز ملاوت کرنا اور آیت الکرسی  
پڑھنا مست بھولنا۔“

کیوں اباب؟ کیا سمندر میں بھی مسان روڈ والا سرکنا یا گھوڑا گاڑی والا  
انگریز بھوت ملیں گے؟ میں نے مزاحیہ انداز میں پوچھا تھا۔

”ارے بابا یہ جن لوگ بھی خدا کا مخلوق ہے اور خدا کا مخلوق کدر  
نہیں ہوتا۔؟“

اس وقت تو میں نے اپنے باپ کی اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں  
نہیں دی تھی۔ لیکن ذاتی تجربے نے مجھے اس بات کا قائل کر دیا ہے اور یہ



”مگر سارا سامان اور جگہ چوکیدار پر کیسے چھوڑ دوں وادی؟“  
 ”تو جان اور تیرا کام۔ میں نے کہہ دیا کہ یہاں نہیں رہوں گی، نہیں رہوں گی۔ ہاں، جب تو شادی کر لیں گا تو جاؤں گی۔ اب جاؤں گی رکشہ کھائے چوکیدار دھکنے کی چھٹی لیکر اپنے لئے ضروری سامان خریدنے چلا گیا تھا۔ لہذا وادی کے اصرار پر مجھے خود ہی رکشہ کیس کی تلاش میں جانا پڑا۔ وہ ملازمت اخیر آباد تھا کہ ایک گھنٹے تک ادھر ادھر پھرنے کے بعد بھی کوئی رکشہ ٹیکسی تو دکھائی نہ دی۔ البتہ اپنا چوکیدار آنا دکھائی دے گیا۔ میں اسے یہ فریضہ اسے سونپا اور خود مجھے میں داپس آگیا۔ دیکھا وادی کے سامنے سٹائی کا ڈبہ کچھ بھل اور کوک کی دو بوتلیں رکھی ہیں۔ میں نے وادی سے پوچھا: ”یہ چیزیں بھی کہاں سے آگئیں وادی؟“  
 ”ایک چھوڑی آئی تھی وہ دے گئی ہے۔“  
 ”کیوں؟“  
 ”بولی آپ نے نئے آئے ہیں۔ ہم آپ کے چوڑی میں ہمارا خرچہ بنا ہے کہ آپ کی خاطر فراموش کریں؟“  
 ”مگر یہاں تو اور کوئی مکان ہے ہی نہیں، پھر وہ چوڑی کہاں سے آگئی؟“  
 ”اڑے ہی میں سے ہی اس سے پوچھا تھا۔ وہ بولی ہم پہاڑی کے پاس رہتے ہیں۔“  
 ”پہاڑی تو کم از کم دو فرلانگ دور ہے۔ اسے کیسے پتہ چل گیا کہ تم کوئی یہاں سے پوچھا تھا۔ بولی ہم نے دور سے آپ کو دیکھ لیا تھا۔“  
 ”وادی چھوڑی کیسی تھی؟“ میں نے شرارتاً پوچھا۔  
 ”خوبصورت تھی، مگر کم کیوں پوچھا پڑا ہے رے؟“  
 ”اڑے وادی! ہمارا مطلب یہ تھا کہ اس نے کیسے کپڑے پہن رکھے تھے پہاڑی کے پاس چھکیوں میں غریب اور زور دہتے ہیں؟“  
 ”اس کے کپڑے صاف ستھرے تھے، سرور میں دو پڑے تھے۔ بائیں بھی ابھی کرتی تھی۔ بولی آپ کا خدمت کر کے میرے کو بہت خوش ہوگی۔“  
 ”بس تو بھراب داپس جانے کی کیا ضرورت ہے وادی! میں وہاں؟“  
 ”اوسے نہیں بابا! تو رکشہ لایا۔“  
 ”چوکیدار لایا ہی ہوگا۔“ میں نے کہا اور سٹائی کھائے رکھا۔  
 ”سٹائی تازہ اور بہت عمدہ تھی۔ میں نے کہا: اوسے واہ! سٹائی تو بہت اچھی ہے۔ لڑکی کا نام کیا تھا وادی؟“  
 ”نام تو میں نے پوچھا ہی نہیں، مگر تو اس کا نام کیوں پوچھا پڑا ہے رے؟“  
 ”اس کا شکر ادا کر کے کیلئے۔“  
 ”انہی میں چوکیدار کیسی لے آؤ تو میں وادی کے ساتھ لیاری داپس آگیا۔“

”میں نے پڑوس کے ایک بڑے بیان کو راضی کر لیا کہ وہ بھی چوکیدار کے ساتھ بیٹھے پرہا کرے۔ بڑے بیان کی بڑی مرچکی تھی اور اپنے بیٹوں سے اس کی نہیں بتی تھی۔ وہ خرچے پانے سے بھی تنگ رہتا تھا۔ اس لئے میری پیشکش پر فوراً راضی ہو گیا۔ جب تک جگہ خالی تھا، تو مجھے کوئی فکر نہیں تھی۔ مگر اسے ڈیکوریت کرنے کے بعد وہ ہر ہفتہ سارا سامان آکر چوکیدار ہی تہی سامان لیکر مہبت ہو گیا تو؟“  
 ”بس اس نے چوکیدار پر چوکیدار رکھنا پڑا تھا۔“  
 ”شام کو میرے وادی سے کہا کہ رات کو میں بیٹھے پر رہوں گا اور بڑے بیان کو دیکر بیٹھے پر آگیا۔ آگے چل کر مجھے کہتا تھا کہ اسٹان دینا تھا، اس لئے میں کمرے میں جا کر مطالعہ کرتے رہا۔“  
 ”رات کو تو مجھے خیال آیا کہ کھانے کا تو کوئی بندوبست کیا ہی نہیں تھا اس سبب میں تھا کہ کیا کروں؟ اتنے میں چوکیدار ایک ٹرسے اٹھائے کہے میں داخل ہوا جو سروسش دھکا ہوا تھا۔ میں نے کہا: ”اوسے واہ! تم نے اچھا کیا جو کھانا پکایا۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا۔“  
 ”کھانا میں نے نہیں پکایا صاحب! یہ تو کوئی چوڑی دے گیا ہے۔“  
 ”اس نے بتایا۔“  
 ”چوڑی یا خوبصورت سی چوڑی؟“  
 ”نہیں صاحب جی! ایک لالا تھا۔ اس نے یہ کہہ کر ٹرسے سبب سے ٹیل پر رکھ دیا۔“  
 ”میں نے سرخوش اٹھا کر دیکھا۔ چار مچن کے، کباب اور پرائے تھے۔ میں نے دو ٹکے کباب اور ایک پرائے کھا کر کبابی چوکیدار کو دے دیا۔ اور کہا: ”یہ تم لوگ کھاؤ۔“  
 ”ہم نے تو مال روٹی کھالی ہے صاحب، آپ اور لے لو۔“  
 ”نہیں نہیں میرے لئے یہی بہت ہے، جاؤ۔“  
 ”کھانا کھا کر میں نے بے خیالی میں خود کلا کی۔ چوڑی تو بہت اچھی تھی مگر ان کا شکر کیسے ادا کیا جائے؟ غیر کبھی ملاقات ہوگی تو شکر ادا کر دوں گا۔“  
 ”اس خود کلا کی کے ساتھ ہی یاد آیا کہ مجھے ایک دوست کا بھی شکر ادا کرنا تھا جس نے کہہ تھا میں بھرائی تھیں۔ میں نے اس کا خبر ڈائل کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ ان ابھی تک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے۔ حالانکہ میں نے کل اور آج صبح بھی شکر ادا کر دیا تھا۔ میں نے ریسپورڈ دیا۔ ریسپورڈ نے ہی کٹٹی بیٹھ لی۔ میں نے جلدی سے ریسپورڈ کھا کر کہا: ”ریلو اکون؟“  
 ”میں اب میں ایک سووائی آواز سنائی دی۔ السلام علیکم! پہلے سلام کیا کرتے ہیں؟“  
 ”ہی ہاں! السلام علیکم!“  
 ”وہ سلام! السلام!“

”میرا خیال ہے آپ کو رنگ بھرنے گیا ہے؟“  
 ”جی نہیں۔ میں نے آپ ہی کو فون کیا ہے۔“  
 ”مگر میں تو آپ کو نہیں جانتا۔ میں نے قدرے حیرت کہا۔“  
 ”لیکن میں تو آپ کو جانتی ہوں۔ آپ شہر محمدی ناں۔“ ساتھ ہی ہلکی سی ہنسی کی آواز بھی سنائی دی۔  
 ”مگر آپ کون ہیں؟ میری حیرت بڑھ گئی۔“  
 ”انشائی ٹھوٹی میں سے ایک۔“  
 ”کوئی نام تو ہو گا ناں؟“ میں نے کہا۔  
 ”نام! ہاں نام بھی ہے۔ شاید آپ کو اچھا نہ لگے۔“  
 ”آپ بتائیے تو ہی؟“  
 ”جیہ! کیسا لگا آپ کو؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”بہت اچھا! آپ دہی تو نہیں جو آج میری وادی سے لی تھیں؟“  
 ”آپ کا اندازہ درست ہے۔“  
 ”تھوڑی دیر پہلے کھانا بھی آپ نے بھجوا دیا تھا؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”پلیز آئندہ ایسی زحمت نہ کیجیے گا۔ ویسے سٹائی اور کھانے کا بہت بہت فکر ہے!“  
 ”شکر ادا کر کے کی ضرورت نہیں اور یہ زحمت بھی نہیں تھی آپ نے وہ حدیث سنی ہوگی کہ خود کھانے سے پہلے یہ سلام کر دو کہ کوئی چوڑی بھوکا تو نہیں ہے۔“  
 ”آپ کو کیسے سلام ہوا کہ میں بھوکا ہوں؟“ میں نے پوچھا۔  
 ”اوسے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے کہا: ”بتائیے ناں۔“  
 ”بس میرا اندازہ تھا کہ آپ روکھنے سے چڑھ رہے ہیں تو مجھے بھوکے ہو گئے۔ میں یہ سن کر حیران رہ گیا۔ میں نے کہا: ”آپ کو کیسے سلام ہوا کہ میں روکھنے سے مطالعہ کر رہا ہوں۔؟“  
 ”وہ ہنسی۔۔۔ اسے میری نظری ملاحظیت کچھ لیجئے۔“  
 ”لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔ اچھا یہ بتائیے، آپ پہاڑی کے قریب کچھ نکالو اور چھکیوں کے آس پاس رہتی ہیں ناں۔؟“  
 ”ہاں! میں نے آپ کی وادی کو بتایا تو تھا۔“  
 ”وہاں تو سٹائی اور مچن نکولن وغیرہ کی دکانیں نہیں ہو سکتیں۔“  
 ”یہ چیزیں کہیں اور سے تو منگوائی جا سکتی ہیں۔“  
 ”اس کی دلیل منقول تھی لیکن میرے لئے حیران کن کہ اس علاقے میں دو در دو تک آبادی ہی نہیں تھی۔ سٹائی اور مچن کے دور سے منگوائے گئے ہوں گے تو وہ اتنے گرما گرم کیسے تھے؟ اچانک مجھے ایک اور خیال آیا۔ میں نے

مناذریں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے جنگ میں دو گولے آپس میں لڑتے دیکھے۔ لڑتے رہے اور کچھ دیر بعد جدا ہو گئے۔ میں دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا۔ اس مقام پر دو سانپ سرے سرے نظر آئے۔ ایک سانپ میں سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی۔ میں حیران ہو کر ان دونوں سانپوں کو اپنے پیٹھے لگا۔ ان میں سے ایک سانپ بہت تیز اور زوردار رنگ کا تھا، مشک کی سی خوشبو اس کی سانپ میں سے آرہی تھی۔ میں نے اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں چل رہا ہوا تھے میں آواز آئی: ”اے اللہ کے بندے! حقے بہت اچھا کام کیا ہے دو سانپ ان جنات میں سے تھے جو بی شیعان اور بی شمس میں سے ہیں۔ ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی جس سانپ کو تم نے کفن دے کر دفن کیا تھا، وہ شیعہ تھا اور ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وہی سنی تھی۔ (جنات کے ٹھکانے اور حالات)

”کہا: آپ کی طہنہ نہ تو بھلی کی لائن ہے اور نہ ٹیلی فون کی، پھر آپ نے فون کیسے کیا؟“  
 ”وہ ہنسی۔ ”یہ ضروری تو نہیں کہ فون میرے گھر پر ہو۔ میں کہیں اوسے بھی فون کر سکتی ہوں۔“  
 ”اس کا یہ جواب بھی منقول تھا۔ میں کچھ بڑل سا ہو کر رہ گیا اور کچھ بھی نہ کہہ سکا۔“  
 ”آپ کچھ سے بات کرتے ہوئے بور ہو گئے ہیں کیا؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”نہ۔ نہیں تو؟“  
 ”ایک بات پوچھوں آپ سے۔؟“  
 ”پوچھیے۔“  
 ”مگر تو اپنے بنالیا! اسے بسائیں گے کب؟۔۔۔ اس کے لیے جس شرارت آگئی تھی۔“  
 ”میں تو اسے بسانا چاہتا تھا، مگر وادی وہاں رہنے پر تیار ہی نہیں۔ اس نے ہلکا سا تہقیر لگایا۔ ”میرے سوال کا مطلب یہ تھا کہ آپ شادی کب کریں گے۔؟“  
 ”اوسے جب کہتا ہوں جاؤں گا۔“  
 ”اور کہتا ہوں کب نہیں گے۔؟“  
 ”اس میں دو سال بھی لگ سکتے ہیں۔“







معتد کا مشاہدہ کر کے لئے سب کو رہا ہی چھوڑ کر دوست کے پاس چلا گیا رات کو جب وہاں آیا تو سیرانی بیاہ رہا تھا کہ جیسے ہی میرے دوست کی تصویر کے سامنے پہنچی کسی شرمائے کسی مسکرائے کبھی بھی جھٹکی جھٹکی کا ہوں سے دیکھے۔ اور مصروفی ختم ہونے کا اظہار کرے۔  
میں نے جو کچھ ارادہ کرے میاں شے سے پوچھا۔ میرے لئے کئی دن تو نہیں آیا تھا۔

”نہیں صاحب جی! جو کچھ ارادے بنایا تو سیرانی ہو گیا۔  
میرا ڈرائنگ روم میں آیا اور تصویریں الہم میں لگانا چاہیں تو چاکر حیران رہ گیا کہ تعانی رفاہی ایک تصویر غائب ہے۔ وہ نل سائز کی تصویر تھی چھوٹی چوٹی تو اس کے گڑھے کا اسکاں ہوتا، پھر مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ سب سے پہلے میں ہی تصویر الہم میں لگانا چاہتا تھا۔ میں نے پورے ڈرائنگ روم میں اسے تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملی۔ تنگ ہار کر میں نے سوچا کہ دوسرا پرتو لگاؤں جتنا پرتو ایک تصویر کو درستی تصویر لگانا ہی چاہتا تھا کہ دونوں کی کھٹکی جیسے لگی۔ میں نے ختم سے تصویر لکھی اور یہی پورا تھا کہ روکے پہلے میں بولا۔ ”ہیلو! مشیر سبیلنگ“

دوسری طرف سے صبر کی آواز آئی: ”السلام علیکم شرماعب! آج آپ دعاؤں کیوں رہے ہیں۔ کس برفہرہ آ رہا ہے شہر کو؟“  
”آپ نے آپ پر نہیں ہے مجھے میں غافلت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ سلام کرنا پھر بھول گیا تھا۔ اسلام علیکم درختہ اللہ وبرکاتہ۔“ دیکر حوالہ ہے کہ آج آپ نے فون کیوں نہیں کیا۔

”آپ گھر پر تھے یا کب؟ عصر سے پہلے آئے تو چند منٹوں بعد پلے گئے اور ابھی چند منٹ پہلے واپس آئے ہیں۔“  
”کیا آپ میری جاسوسی کرتی رہتی ہیں؟“

”نہیں تو؟“  
”پھر آپ کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں گھر پر نہیں تھا، بھوکا ہوں۔“

”یہ ساری باتیں دقت آئے پر آپ کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔“  
”یہ دقت کب آئے گا؟ میں نے پوچھا۔“

”جب آپ کا دل میرے لئے دھپکے محسوس کرے گا جو میرا دل آپ کیلئے محسوس کرتا ہے۔“

”آپ کا دل میرے لئے کیا محسوس کرتا ہے؟“ میں نے پھر سوال کیا۔  
”منا تو دیا تھا کل رات آپ کو کہہ دی۔“

”میں اپنے دوست اور اس کی تصویر کی دلچسپ باتیں سن رہا تھا اس لئے بولا۔ مجھے تو یاد نہیں کیا بنایا تھا آپ نے؟“

پوچھا گیا: ”یہ بتائی مارنا ہے یا سادگی؟“  
”میں نے کہا: سادگی۔“  
”اس بے ساختہ مصرعہ آیا: اس سادگی پہ کون نہ جھانے اسے خدا؟ میں نہیں پڑا اور بولا۔“ جی تو چاہتا ہے کہ آپ کی بات پر یقین کر لیا جائے لیکن۔“  
”لیکن کیا؟“

”میں کوئی گناہ تو نہیں کر کوئی گناہ سے عشق کر لیتے تھے۔“  
”کیا کی ہے آپ میں؟ کھٹا ہوا رنگ، یونانی صندوق خال اور قد اور سفید مینٹ اور سیاہ شرٹ میں تو آپ بڑے منظم اور سادہ لگتے ہیں۔“  
”شاید اب تک آپ مجھے لاری کے ان بلوچوں میں سے ایک سمجھتے رہے ہوں جو کوئی کہلاتے ہیں۔ میرا دادا اسی کے ایک بڑی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ وادی سبیل کے ایک بلوچ خاندان کی فرد ہے۔ میری ماں بیک آباد کے ایک بلوچ خاندان کی تھی۔ میرا باپ فاما خوش شکل تھا اس لئے میں شکل صورت سے سرور نہیں تو ساتھ سرور درگشا تھا اور میرے میری تعریف میں جاملنے سے کام نہیں لیا تھا۔“

”میں نے کہا: بھائی تعریف و درون کو ہی نہیں سردوں کو بھی اچھی ملتی ہے۔ میں آپ کی بات مانے لیا ہوں کہ منظم اور سادہ لگوں۔ لیکن آپ کی تعریف آپ کو دیکھتے بغیر نہیں کروں گا۔“

”وہ اٹھی۔ تو اس ہائے آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔؟“  
”اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو؟“

”آپ پر جانے کا حکم بھی دیں تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔ فرمائیے کب آجاؤں۔؟“

”برائی تو چاہتا تھا کہ دل ابھی آجائے۔ لیکن میں نے کہا: جب میں چاہے اگر پہلے سے بتا دیتے گا۔“

”تو پھر میں کل ہی دقت آجاؤں گی۔ جیسے کا قہری دروازہ کھلا رکھتے لیکن اس پر میرا انتظار دیکھتے گا؟“

”کیوں؟ آپ مجھے غیر منظم کی فوشی سے کیوں محروم کرنا چاہتی ہیں؟“  
”آپ کہاں کہہ ناںی کے خوف سے۔ میرا کیا ہے۔ میں سامنے دالے گٹ سے بھی آسکتی ہوں۔ لیکن جو کچھ ارادے کے باوجود میں غلطی سے باتیں سوچے ہیں۔“

”میں بھی گٹ سے برائے میں اگر ڈرائنگ روم کے دروازے پر دستک دوں گی تو دروازہ کھول دیجئے گا۔“

”میں نے تفصیل سن کر حیران رہ گیا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ڈرائنگ روم کا ایک دروازہ برآمدے میں بھی کھلتا ہے۔ میں نے پوچھا: ”میرے گھر کا نقشہ کس نے دکھایا آپ کو؟“

بندہ بیاد میں کسی اعتقاد کو نہیں کرتا ہے۔ اس شام میں نے سو بار اپنے میں اپنا کس دیکھا ہوگا۔

”آج میں نے مٹھی سمت برآمدے میں کھلنے والی کھڑکی کا آدھا پردہ ہٹا دیا تھا۔ عتی گٹ کو بھی مقل نہیں کیا تھا اور جو کچھ ارادہ کو ہدایت کر دی تھی کہ جب تک میں خود اسے دہلاؤں وہ مجھے ڈسٹرپ نہ کرے۔“

چاند کی پھٹی تاریکی میں اس لئے رات اندھیری تھی اور سرد بھی بڑھ کا بلب روشن تھا اور اس کی زبرد روشنی میں گٹ دکھائی دے رہا تھا۔ میری نگاہیں گٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے کہے کا دقت ہو چکا تھا۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔ میرے دل میں طرح طرح کے دوسرے ابھرنے لگے کہ وہ آنے لگا نہیں؟ اس اندھیری رات اور سنسان طالع میں لڑکی کو سوطر کے قطرے پڑا سکتے ہیں۔ یا پھر کہیں اس نے مجھے وقف تو نہیں بنایا؟ میں نے وہ سال قالمین پر فوج دیا جس کی دوری گردانی کر رہا تھا۔ اور اٹھ کر بے مٹھی سے چلنے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ مگر میں نے پک کر اسے کھول دیا۔ میرے سامنے سیاہ چادر پیسے مٹیہ کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ دوپٹے کے نقاب سے چھپا ہوا تھا۔ لیکن آنکھیں لٹکا سے آزاد تھیں اور اتنی خوبصورت تھیں وہ آنکھیں کہ جیسے کہ بلا سبب اللہ دنیا کی سب سے خوبصورت آنکھوں والی لڑکی کہا جاسکتا تھا۔ اس کی آنکھوں کے دوسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ بے حد چمک دار تھیں، لگتا تھا کہ جبر کوٹ کر ان میں بھر دیئے گئے ہوں۔ میں بہت سا اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہ گیا۔ تو وہ بولی: ”السلام علیکم! کیا آپ ہمارے کاخیر مقدم اسی طرح کیا کرتے ہیں؟“ میں جیسے ہوش میں آ گیا: ”علیکم السلام! آپ کی آنکھوں نے مجھے دیکھا سا کر دیا تھا۔ آئے؟ یہ کہہ کر میں دروازے سے ہٹ گیا۔“

”وہ اندر آئی تو میں نے دروازہ بند کر دیا۔ اور اس سے کہا: آپ باہر سے آئی ہیں اور باہر بہت سردی ہوگی۔ اور ڈرائنگ روم پر آجلیئے، پہلے کافی پی لیں پھر باتیں چھٹی رہیں گی۔“

”اسے کافی کی دعوت میں نے دی تھی کہ اس کے چمکے سے نقاب ہٹ جائے کہ نہ کہ میں اس کا چہرہ دیکھنے کیلئے بیاب چور رہا تھا۔“

”اس نے چادر اتار کر صوفے کی پشت پر رکھ دی اور میرے ساتھ ڈرائنگ روم پر آگئی۔ میں نے پھر اس سے دو گوں میں کافی اٹھ لی اور ایک گٹ اٹھا کر اس کی طرف پنا تو مجھے حیرت کا اتنا شدید تھا کہ لگا کہ گٹ میرے ہاتھ سے جھوٹ گیا۔ جیسے چہرے سے نقاب ہٹا چکی تھی۔ میں نے بے ساختہ کہا: ”تم جیسے ہیادینا؟“ اس نے اپنے باقوی لیوں پر دی سونا لیز اسٹائل بکھرتے ہوئے کہا: ”میں تو جیسے ہوں اور یہ سونیکا کون ہے۔؟“

”اوہ! آپ۔۔۔ آپ تو بالکل سونیکا کی ہم شکل ہیں۔ میں آپ کو اس

وہ ہنسنے ہوئے بولی: ”میں نے آپ کا گھر نہ دیکھا ہے، پھر چھوٹے راستے میں جو بیلا ہے اس پر سے بھی سب کچھ دیکھتی رہی ہوں۔ اچھا اب جی۔“

”کل رات ملاقات ہوگی۔ یہ کہہ کر اس نے سلسلہ قطع کر دیا۔“

”اس وقت میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ اس کی دھڑکنیں بار بار بے ترتیب ہو جاتی تھیں۔ اس لئے نہیں کہ میں کوئی پارسا نوجوان تھا۔ اور زندگی میں پہلی مرتبہ کسی لڑکی سے ملاقات ہونے والی تھی۔ مغربی ممالک میں جہاز یوں کوڑکیاں سگرٹ کی طرح ہر کچا پر دستیاب ہو جاتی تھیں۔ شیشہ گلیوں میں بھی اکثر ان سے پالا پڑتا رہا ہے۔ میری یہ کیفیت تو اس لئے تھی کہ جیسے بے اظہار محبت کے میرے جذبات محبت کو گدگد دیا تھا اور یہ اس سلسلے میں میرا پہلا تجربہ تھا۔ دوسرے میں نے اسے دیکھا نہیں تھا۔ وہی نے یہ تو بتا دیا تھا کہ وہ خوبصورت ہے مگر میرے اور وہی کے معیار میں فرق بھی ہو سکتا تھا۔ ایک اسکاں یہ بھی تھا کہ وہ میرے تصور سے زیادہ حسین تھکے ان ساری باتوں نے میرے اشتیاق دیدہ کو بھڑکا دیا تھا۔“

”دل کی اس عجیب کیفیت میں الہم میں تصویریں پرکھانے لگا۔ چنانچہ رفاہی مونیٹ کی تصویر پھر میری نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ اس کی سونا لیز ایسی مسکراہٹ بڑی جان لیوا تھی۔ اس کا اصل نام تو کچھ اور تھا۔ مگر وہ چون کہ ایک ڈانس گروپ میں شامل تھی اس لئے اس نے اپنا نام سونیکا رکھ لیا تھا۔ درمیانہ قد اور شاداب جسم والی یہ لڑکی شاید میری تعزرائی لڑکی سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس لئے وہ مجھے اچھی لگتی تھی اور جب کبھی میں تعزرائی بڑھ جاتا تو جنگ مانی جا کر اس سے ضرور ملا کرتا تھا۔“

”سونیکا کی تصویر دیکھتے دیکھتے میں نے سوچا کہ نہ جانے جیسے کسی ہوگی پھر میں نے الہم بند کر دیا اور جیسے کہ بارے میں سوچنے لگا۔ اس کی آواز مترنم نہیں تو دلکش ضرور تھی۔ باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ خاصی بڑی لکھی ہے۔ مگر اس کی کچھ باتیں حیران کن بھی تھیں۔ اگرچہ چند باتوں کے وضاحت کر کے اس نے کسی حد تک مجھے مطمئن کر دیا تھا لیکن یہ ایک بات تو اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ جب ٹیلیفون کی لائن ڈیڑھ تھی۔ تو اس کا فون کیسے آجاتا تھا؟ یہ بات میں نے پوچھا اس لئے مناسب نہیں سمجھی تھی کہ وہ فوراً کہہ دیتی۔ فون کی لائن خراب نہیں تھی۔“

”رات کو بہت دیر تک مجھے نیند نہ آئی۔ جیسے تو مجھ پر نیند میں جڑنے کا الزام لگایا تھا۔ لیکن خود اس نے بھی میری نیند چرائی تھی۔“

”دوسرا دن میں نے بڑی بے تابی سے گزارا۔ شام ہوئی تو میں نے سفید مینٹ اور سیاہ شرٹ پہن لی۔ مجھے یہ مین اور بڑی والی حرکت محسوس ہوئی۔ مگر چونکہ جیسے کہہ تھا کہ میں اس لباس میں منظم اور سادہ لگتا ہوں اس لئے میں نے یہی لباس منتخب کیا۔ اب مجھے یہ سوچ کر ہنسی آتی ہے کہ



کی تصویر لکھانا ہوں؟  
میں نے پک کر اہم اٹھایا اور بونیکا کی تصویر اس کے سامنے کرتے ہوئے  
کہا: "دیکھئے"  
اس نے تصویر دیکھتے اور مسکراتے ہوئے پوچھا: "کیا آپ اس لڑکے  
مبت کرتے ہیں؟"  
میں نے اس لڑکی کی مسکراہٹ اچھی لگتی تھی سو اس کی وہ تصویریں  
بنانی نہیں مگر ایک گرم ہو گئی ہے۔  
"کیا آپ کسی اور لڑکی کو چاہتے ہیں؟" جب نے بونیکا سے پوچھا۔  
"ہاں۔ میں نے بھی بونیکا سے جواب دیا: "مجھے ایک لڑکی سے محبت  
ہو گئی ہے۔"  
"کون ہے وہ؟" جب کے لیے میں بڑی تھی۔  
"آپ سے دیکھنا چاہتی ہوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
"ہاں۔"  
"آئیے میرے ساتھ۔"

وہ کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں اسے اپنے بیڈروم میں لے آیا۔ اور  
ڈرنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر کے اسے اس کا مٹس دکھاتے ہوئے بولا: "یہ ہے  
وہ لڑکی۔"  
جب نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور بولی: "اسے میں نے بخش دیا، اگر  
کوئی اور ہوئی تو اس کی فیر نہیں تھی۔"

میں نے جب سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ مجھے واقعی پہلی نظر میں ہی اس سے  
محبت ہو گئی تھی۔ وہ میری تصویر ان آئینہ لڑکی بونیکا سے کہیں زیادہ خوب  
تھی۔ اس کے اندر خیال بونیکا سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ لیکن جب سے  
آنکھیں اپنے اندر ایک عجیب سا محرک تھیں۔ جب وہ دیکھتی تھی تو یوں لگتا  
تھا جیسے اس کی نگاہیں جسم دروں کے آدھار ہوئی جا رہی ہیں۔ بونیکا اور میرا  
دن کا تھی۔ مگر جب سے سونا ست۔ بونیکا کی رنگت زردی مائل سفید تھی اور جب سے  
کی گندی مگر سیاہ و درپے کے ہلے نے اس کے چہرے کو بھی ایسا عجیب حسین  
عطا کر دیا تھا کہ میری نگاہیں اس سے ہٹنے کو تیار نہیں تھیں۔ اس کا پورا سراپا  
انتہائی دلکش تھا کہ مجھے اپنے ہفتہ پر فرح محسوس ہونے لگا۔ اس وقت میں اپنے  
آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھ رہا تھا۔

اس رات میرے اور جب کے درمیان بڑے عمدہ دیوان ہوئے لیکن  
جب نے بھی کوئی بات نہیں کہی۔ میں نے جب سے لے لیا تھا نہیں ہو گا میں  
اسے نہیں دلاتا ہر اک اپنے عمدہ پر استوار ہوں گا۔ آخر مجھے اس جیسی خوب صورت  
لڑکی سے عمدہ شکی کی ضرورت ہی کیا پڑے گی۔ وہ بولی: "کتاب تقدیر کے اکرار

کی بات چیت تادہ فوراً بھڑکائی اور کہتی: "میرے بچوں کی روایت یہ ہے کہ شادی  
بزرگوں کی پسند سے کی جاتی ہے۔ تمہارے باپ دادا نے بھی اپنے بزرگوں کی پسند  
سے شادی کی تھی اور تم بھی میری پسند سے شادی کرو گے۔ تمہارے باپ نے بھی  
یہ اختیار مجھے دیا تھا۔"

میرا باپ ہر کا تھا۔ ماں کی موت کے بعد دادی ہی نے مجھے پالا پوسا تھا  
جب کسی دادی آتا ہے کبھی کوہہ دوسری شادی کر لے تو آتا کہتا: "ارے پسند آتا  
دوسری عورت نہ جانے شہر اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے؟"

"اور اگر میں مر گئی تو؟" دادی پوچھتی۔  
"اے ایسا نہیں بولنا آتا! الٹی تیرے کو زندہ رہنا ہے اور شادی  
شادی کرنا ہے۔ اس کے بچے کھلائے ہیں۔"

"یہ کام تم کرتے رہنا؟" دادی کہتی۔  
"ارے میں اس کا واسطے لڑکی کو دے دوں گی میں گا؟ یہ عورت  
لوگ کا کام ہوتا ہے۔ تم اپنی پسند سے اس کا شادی کرنا۔ ہم یہ اختیار تم کو دے  
دیں۔"

یہی وجہ ہے کہ دادی اپنا یہ اختیار نہیں چھوڑنا چاہتی تھی اور میں بتاؤ  
کر کے اس کا مان نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ یہ ساری باتیں میں نے جب سے کہنا ہی  
تھیں۔ وہ اکثر کہا کرتی: "اگر تمہاری دادی نہ مانی تو کیا ہو گا شیر خوار؟"

"میں آہستہ آہستہ اسے مناؤں گا جب۔"

"مجھے تو تمہاری دادی بہت ہی ہتھی تھی ہیں۔ وہ جس مانیں۔ اور  
میں بھی اب مزید انتظار نہیں کر سکتی۔"

"تو کیا تم میرے ساتھ بے وفائی کر کے کسی اور کی ہو جاؤ گی؟"  
"میں نہیں چھوڑنے کا تو تصور ہی نہیں کر سکتی شیر خوار!۔ مجھے کچھ اور  
کرنا پڑے گا۔"

"ابھی کچھ بتا نہیں سکتی۔"

"کہیں تم میری دادی سے تو جس ملنا چاہتیں؟"  
"ہاں، ملنا چاہتی ہوں۔" وہ بولی۔  
"ایسا ہرگز نہ کرنا۔ تم میری قسم!"

"مگر کیوں؟"  
"ایک بار میں نے دادی سے کہا تھا کہ اس لڑکی کو دیکھو تو جو مجھے پسند  
ہے۔ جانتی ہو اس پر اس نے کیا کہا تھا؟"  
"کیا کہا تھا؟" جب نے پوچھا۔  
"ارے وہ اگر وہ میری بھی ہو نہیں گی تو اس سے تیری شادی نہیں  
کروں گی؟ پھر اچانک پوچھا تھا: "ارے کیا تو اس تصویر والی لڑکی کی بات تو

نہیں کر رہا۔؟"

"میں نہیں دادی اور دوسری لڑکی ہے مگر اس کی شکل تصویر والی سے بہت  
لختی ہے۔"

"ہوں؟" دادی نے سوچتے ہوئے کہا: "نعت بھیج اس پر۔ تیری شادی  
میں اس سے بھی اچھی لڑکی سے کروں گی۔"

"چھوڑو جیسے؟" دادی کی باتوں کا جڑ مارا۔ میں کہنا ہی کا استعان سے  
چکا ہوں اور ایک مشینگ کہیں سے دو سال کیلئے میرا ساہوہ بھی ہو گیا ہے۔ اس  
دوران میں اگر دادی راضی نہ ہوئی تو میں کہہ دوں گا کہ میں نے شادی کر لی ہے  
روپیٹ کر دادی کو صبر آ ہی جائے گا۔ بس اب تو خوش ہوں نا۔؟"

"ہاں لیکن میں دو برسوں تک تم سے دور نہیں رہ سکتی۔ میں بھی جہاز  
پر چہارے ساتھ جاؤں گی۔"

"یہ ناممکن ہے۔ جبکہ میں نے اپنے کاغذات میں خود کو ان میں داخل  
کیا ہے اس لئے نہیں ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔"

"جب سے مسکراتے ہوئے بولی: "تمہارے لئے ناممکن ہے مگر میرے لئے جیسے؟  
"کیا مطلب؟" میں نے قہقہہ سے پوچھا۔

"مطلب وہی ہے جو میں نے تم سے کہلے۔" جب نے ایک ایک لفظ  
پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ ایک بچہ کی طرح میرے جہاز میں سفر کروں گی  
تو یہ بھی ناممکن ہے کیوں کہ جس جہاز کیلئے میرا ساہوہ ہوا ہے وہ کارگر شہر ہے۔  
"اچھا یہ بحث چھوڑو دادی یہ بتاؤ کہ جاگ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"اگلے چلتے۔"

"تم نے اب تک مجھے کیوں نہ بتایا کہ تمہارا ساہوہ ہو گیا ہے۔؟"  
"آج ہی تو معاہدہ ہوا ہے۔"

"جہاز کا نام کیا ہے؟"  
"بلیک اسٹار۔" میں نے بتایا: "کافی پرانا جہاز ہے۔"  
"کہاں سے کس ملک کو جائے گا۔؟"  
"میں کراچی سے الرینی بندر گاہ جہاز کو۔"

"ان دونوں ٹھکانوں کے قریب سمندر کی کیفیت طوفانی ہوتی ہے؟"  
"اس نے ایک تجربہ کار جہاز دان کی طرح بتایا: "اس کا یہ مطلب تھا کہ وہ واقعی  
اپنے جہاز دان باپ کے ساتھ سفر کرتی رہی تھی۔  
"مجھے بھی یہ بات معلوم ہے۔" میں نے کہا۔  
"نہیں کبھی کسی شدید طوفان سے ساتھ پڑ چکا ہے۔؟" اس نے پوچھا۔  
"شدید طوفان سے تو میں چھوٹے ہوئے طوفانوں سے تو تقریباً ہر سفر  
میں ساتھ پڑا ہی رہا ہے۔"



بہر صورت ڈھنسا کر کے قرب محاذ پر ہٹا دینا چاہیے۔ تیر کی اور کچھ بعد چلی گئی۔

جب بیک اسٹار گراچی سے روانہ ہوا تو موسم اچھا تھا۔ لیکن ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ سندر میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔ موسم کے تیز بدل گئے تھے۔ مگر وہ اتنا غراب بھی نہیں تھا کہ اس کو رس بدل دینا۔ بلکہ یہ علم میں رسوائی ایک تجربہ کار لاج تھا۔ اس نے بھی موسم کی شکایت نہ کی تو میں فرسٹ سیٹ کے ساتھ برج سے نیچے اترا اور اسے وہی چھوڑ کر اپنے کیمپ کی طرف چلنے لگا۔ تاکہ چند گھنٹے آرام کروں۔ مگر جب کیمپ کا دروازہ کھولنا چاہا تو یہ چلا کر وہ اپنے آپ ہی اندر سے لاک ہو گیا ہے۔ میں غصے سے جھنجھکیا اور خود ہی انجینئر کو بلائے میں پڑا۔ جو جہاز کے پچھلے سسٹن میں رکھی گئی کا ایک تار ہٹا دیا۔ میں نے قدرے برہمی سے کہا: میرے کیمپ کا دروازہ ہی نکال دو ورنہ کیمپ ایسا ہو کہ میں کسی وقت اس میں بند ہو کر رہ جاؤں۔

”ہو کیا سر؟“ اس نے پوچھا۔  
”وہ خود بخود اندر سے بند ہو گیا ہے۔“  
”اچھا میں ابھی دیکھتا ہوں۔“  
وہ کام چھوڑ کر میرے ساتھ آیا اور دروازے کے ہینڈل پر زور دیا۔

دواؤں والا دروازہ کھلتا چلا گیا۔  
”کمال ہے!“ میں نے کہا۔ ”میں تو دروازے کا کھٹک گیا تھا اور دواؤں نہیں کھاتا تھا۔“  
انجینئر نے کئی بار دروازہ بند کیا اور کھولا۔ وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اس نے کہا: ”دروازے کا لاک تو بالکل ٹھیک ہے۔ سر! کیمپ اس وقت کوئی اندر تو نہیں تھا۔“

”میرے سوا اور کون جاسکتا ہے اندر؟“  
”ہاں یہ بھی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ خیر دروازہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ آرام کیجئے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

میں نے کیمپ میں داخل ہو کر کبلی جلائی تو یہ دیکھ کر بھنبھائی گیا کہ میسرہ بستر کسی نے استعمال کیا تھا۔ کیمپ گڈ ٹھیک تھا اور ایک نیکہ فرش پر گرا ہوا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر نیکہ اٹھا تو مجھے اس سے جاتی پہچانی خوشبو آئی۔ یہ اس پر فیم کہ ایک تھی جو مجھ سے استعمال کیا کرتی تھی۔ میں نے بے ساختہ خود کلائی کی یہ خوشبو کی خوشبو ہے مگر وہ تو یہاں نہیں آسکتی؟

اسی وقت باہر دم کا دروازہ کھلا۔ مجھ سے سکھاتے ہوئے باہر نکلی۔ اور بولی: ”کیوں نہیں آسکتی؟ اب تو میں تمہارا ایسا سایہ ہوں جو اندھیرے میں بھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔“

تم جہاز پر سوار کیسے ہوئی جیبر؟“ میں نے تھب اور غصے سے پوچھا۔  
تم تو مجھے سببت میں پھنسا دو گی؟  
”کیوں؟“

”تم پورٹ پر کسی کو رشوت دے کر سوار تو ہو گئی ہو لیکن اب جو تم پر اتار دی گئی؟ اور پھر وہاں کیسے جاؤ گی؟“  
تم میری فکر کرو۔ میں جیسے آئی ہوں ویسے ہی چلی جاؤں گی۔“  
”مگر کیسے؟“ میں نے پوچھا۔  
”اگر یہ بتا دوں تو تم کھا کر گر پڑو گے، اس لئے یہ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔“  
”نہیں، نہیں، بتانا ہی پڑے گا جیبر۔“

”کیا تمہارا حکم ہے؟“  
”ہاں ایک کیمپ کی حیثیت سے یہ پوچھنا میرا فرض ہے۔ چلے کے سنا اور کوئی اس جہاز پر سفر نہیں کر سکتا۔ چلے وہ میرا کتنا ہی قریبی عزیز کیوں ہو؟“  
”اچھا تو پھر سنو۔ میں انسان نہیں، قوم جنات میں سے ہوں۔ اس سچ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے کہا۔“ اور جنات کو کیمپ آئے جانے سے نہیں روکا جاسکتا۔“

”جیسے تم جھوٹ بولتی ہو۔“ میں نے طبعی لہجے میں کہا۔  
”میں نے جھوٹ نہیں بولا شیر۔ اگر تم مجھے حکم دیتے تو میں کبھی نہیں یہ دہرائی کہ میں جتہ ہوں۔“  
میں ایک لمحے کو غور فرما کر ہو گیا پھر بولا: ”اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی جتہ ہو؟“

”اچھا! ابھی یہ ثبوت دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ پھر باہر دم میں قفس لگی اور اس نے مجھے پکارتے ہوئے کہا: ”میرا یہاں آؤ۔“  
میں نے باہر دم میں جھانکا۔ وہ خالی تھا۔ جیبر وہاں موجود نہیں تھی۔ حالانکہ ابھی ابھی میری آنکھوں کے سامنے اندر گئی تھی۔

انہی میں محض اس کی آواز سنائی دی۔ اب بھی یقین آیا یا نہیں؟ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بستر پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ میں اٹھنے خوف سے لرز کر رہ گیا۔

میں اپنی سرگزشت تھوڑی دیر کیلئے ملوثی کرتے ہوئے آپسے پوچھا ہوں کہ کیا آپ کو ان باتوں کا یقین آیا؟ اگر آپ کو یقین نہ آیا ہو تو میں ملنے لینے کو تیار ہوں کہ میں نے جو کہ بیان کیا ہے، وہ صرف برف سج ہے۔ اگر آپ جنات کو مانتے ہیں، ”میں کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے تو آپ کو یقین آگیا ہوگا۔ اب یہ بتائیے کہ اگر آپ کو یہ صورت حال پیش آئی تو آپ کی کیفیت اس وقت کیا ہوتی اور آپ کیا کرتے؟ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں بری طرح غور فرما ہو گیا تھا۔ جیبر میری طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے جا رہی تھی اور میں سوچ رہا تھا

کہ اب کیا ہو گا؟

میں نے تو یہ سن رکھا تھا کہ جن لوگوں پر عاشق ہو جاتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں سمجھا تھا کہ لڑکی جتہ کسی مرد پر عاشق ہوئی ہو۔ مجھے یہی ملو تھا کہ جن جن لوگوں پر عاشق ہو سکتے ہیں، اس کا بہت بڑا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اسے اور اس کے گھروالوں کو طرح طرح سے ستانا ہے۔ کبھی گھر کی چیزیں توڑ پھوڑ دیتا ہے۔ کبھی مختلف چیزوں میں آگ لگا دیتا ہے اور کبھی وہ لڑکی اس کے ہاتھوں پر جاتی ہے۔ پھر باتیں بھی کریشان کر دیتی ہیں کہ دجائے جیبر میرے ساتھ کیا کرے گی۔ بالآخر میں نے ہی کوڑا کرتے ہوئے کہا: ”تم نے مجھے پہلے کیوں یہ کیوں نہ بتایا کہ جتہ ہو؟“

اس نے تھبہ لگایا اور بولی: ”اب جبکہ تم میری محبت کے امیر بن چکے ہو پھر بھی اتنے خوفزدہ ہو تو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی؟ مجھے تو تم سے محبت ہو گئی تھی اس لئے میں ہر صورت میں تمہیں مائل کرنا چاہتی تھی، اگر مجھے کافی نقصان ہو سکا تو تصور نہ ملتی تو نہ جلتے نہیں اپنی طرف راغب کرنے کیلئے مجھے کیا کیا بھی کرنا پڑتے۔“

”وہ تصور تم نے چرائی تھی؟“  
”ہاں۔“  
”کیوں؟“

”تاکہ اس کی شکل و صورت اپنا سکوں۔ چونکہ اس کی تصویر میں مدور تصور میں سے بڑی تھیں۔ اس لئے مجھے شک گذرا کہ یا تو تم اس لڑکی سے محبت کرتے ہو یا وہ جیسے کسی وجہ سے پسند ہے۔ چنانچہ میں نے تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس کی صورت اپنائی اور تمہارا دل جیتنے میں کامیاب ہو گئی۔“

”تمہاری اپنی شکل کیسی ہے؟“ میں نے پوچھا۔  
”وہ میں نہیں جانتی۔ دکھاؤں گی۔ ہم جنات بہت کم اپنی اصل شکل میں دکھائی دیتے ہیں۔ انسانوں کے سامنے آتے ہوئے ہمیں دوسروں کی شکل اور کبھی کبھی آواز کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے۔“

مجھے اس کی باتیں دلچسپ سموس ہو رہی تھیں۔ میں نے کہا: ”مگر ابھی میں لاکھوں اڑاؤں پر تھکتی ہوں۔ آخر تم نے مجھے ہی اپنی نگاہ انکشاف کا سنی ہو؟“  
اس نے پھر تھبہ لگایا: ”اس کا سبب عامادہ جواب تو یہ ہے کہ دل آنے کے ڈھنگ خراب ہے۔ لیکن ہوا یہ کہ جس پلٹ پر تم نے جھگڑا ہے اس پر ہم بہت تھکتے تھے جب تم نے جھگڑا کی غیر ضروری کردار تو میرے گھر والے نہیں سزا دیتا چاہتے تھے لیکن میں دل سے مجبور ہو کر ان کے آڑے آئی۔ پھر ہم لوگ پیارا باجایا یہاں سے ہم ہر وقت تم پر نگاہ رکھ سکتی تھی۔ اب میں تمہارے ہی گھر میں رہتی ہوں۔ حالانکہ مجھے شادی کے بعد رہنا چاہیے۔ سنو اس سفر کے بعد نہیں شادی کرنا ہوگی۔ میں مزید محبت ہرگز نہیں دوں گی۔“

مگر تم جتہ ہو اور میں انسان! ہماری شادی کیسے ہو سکتی ہے جیبر؟“  
”کیوں نہیں ہو سکتی؟“ وہ بولی: ”جنات اور انسانوں میں شادییں ہو سکتی ہیں۔ حضرت سلیمان کی بیوی بلقیس کی ماں جتہ تھیں۔ حضرت علی کی ایک بیوی بھی جتہ تھیں۔“

”میں یہ باتیں نہیں جانتا، پھر داری اپنی پسند سے میری شادی کرنا چاہتی ہیں؟“ میں نے شادی سے انکار کیلئے تھبہ باندھی۔  
”تم نے کہا تھا کہ رادی کو راضی کر لو گے۔ اس نے مجھے یاد دلایا۔“

”اگر وہ راضی نہ ہوئیں تو؟“  
”اگر وہ راضی نہ ہوئیں تو؟“  
”تو میں ان سے ٹھٹھکیوں گی۔ جیبر کے لہجے میں دھمکی تھی۔

میں اس خوف سے لرز گیا کہ کیمپ وہ میری رادی کو پڑتے سے نہ ہٹائے۔ میں نے کہا: ”کیا تم میری رادی کو تکلیف پہنچاؤ گی؟“  
”جنت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے شیر خنڈا۔“  
”اگر تم میری رادی کو ذرا بھی تکلیف پہنچائی تو میں تم سے نفرت کرنے کی مجاہد ہو جاؤں گا۔ جیبر اور غور کشی کروں گا۔“

جیبر چند لمحے گھورتی رہی پھر ٹھنڈی سانس لیکر بولی: ”تم بھی اپنی رادی کی طرح ظالم ہو شیر خنڈا! میری رادی ہے کہ اس میں جلد از جلد اچھی کرو۔ یہ کہہ کر وہ کیمپ سے باہر چلنے لگی۔

”کہہ کر جیبر! پہلے میں دیکھ لوں کہ باہر کوئی ہے تو جیسے۔ ورنہ کھٹکی سی جگہ جلتے گی کہ لڑکی کہاں سے آئی؟“  
جیبر نے تھبہ لگاتے ہوئے کہا: ”جنات صرف انہی لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں جنہیں وہ دکھائی دینا چاہتے ہیں۔ اور کسی کو نظر نہیں آتے۔“  
یہ کہہ کر جیبر کیمپ سے باہر نکل گئی اور میں سرخام کر بیٹھ گیا کہ اب کیا ہو گا؟۔

رات کو موسم کے تیز بہت زیادہ غراب ہو گئے۔ بادش کے ساتھ تیز ہوائیں بھی چلنے لگیں۔ طوفانی لہروں کے باعث جہاز ٹکے کی طرح ڈولنے لگا۔ ہم شدید طوفان میں گھر چکے تھے۔ جہاز کا پیڑا تھا اور اس ٹرپ کے بعد ٹوٹے کیلئے فروخت کیا جانے والا تھا۔ غصہ تھا کہ وہ اس زبردست طوفان کا مقابلہ نہیں کر پائے گا اور ڈوب جائے گا۔ میں دن بھر تو جیبر کو جہ پریشان رہا تھا اور اب طوفان نے وہی کمر پوری کر دی تھی۔ کچھ عرصے میں جیسے آہ آہ تھا کہ کورس تبدیل کر دوں یا اسی راستے پر چلتا ہوں۔ اتنے میں مجھے اپنے کیمپ کی موجودگی کا احساس ہوا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ جیبر میری کرسی کے پاس کھڑی تھی۔ اس کے بال گیلے تھے اور لباس بھی شرابور تھا۔ یہاں



میرے ہر جہاز کا کورس فوراً جنوب شرق کی طرف بدل دیا۔  
 پاکستان میں جوں جوں باتم سے میرے قدم سے برقی سے پوچھا۔  
 پاکستان میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کی خبریں نہ تھیں جانتے۔ جہاز انارکائی  
 وینٹن طوفان کی طرف بڑھ رہا ہے اگر گلاب میں آگیا تو اس کی پیٹ سے نہیں  
 نکل سکے گا۔  
 ”تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے جہاز رانی کرتی رہی ہو۔“  
 ”میں نے نہیں بتایا تھا کہ جہاز رانی کی جی ہوں اور اکثر اپنے باپ  
 کے ساتھ سفر کرتی رہی ہوں۔“  
 کیا جانتا بھی جہاز چلاتے ہیں؟ انہیں جہاز چلانے کی کیا ضرورت  
 ہے؟ کیا وہ بحری فزاقوں کی درجنوں کا پچھا کرتے ہیں؟ میں نے مذاق اڑانے  
 والے لہجے میں کہا۔  
 ”سنو شیپر“ وہ بڑے سنجیدہ لہجے میں بولی۔ ”میرے بچے کے بعد انسانوں  
 کی مسلسل رو میں زمین سے چٹائی دینی ہیں جو زندہ لوگوں کو تنگ کرتی ہیں تنگ  
 انہیں بھوت پریت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بھوت مشابہت میں ہوتے ہیں جنات  
 الگ الگ مذہب کے بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتے بھی ہیں۔  
 میرا باپ ایک دشمن ہے وہی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ جہاز کو ایک جھٹکا سا  
 لگا جیسے چٹائی۔ جہاز گلاب کی پیٹ میں آگیا ہے۔ فوراً کورس بدل دو۔“  
 ”نہیں۔“ میں نے دہشتی سے کہا۔ ”طوفان لہریں۔۔۔ وہ میری بات  
 ان کی کہتے ہوئے فوراً کہیں سے نکل گئی۔ میں چارٹ پر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد  
 پھر جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا تو میں نے جلم میں کو پکارا۔ مگر جب اس  
 کا جواب نہ ملا تو میں کہیں سے نکل کر روبرو چلا گیا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا  
 دوری کہ سو فانی ہے ہوش پڑا ہے اور درہل جیسے سنبھال رکھا ہے میرے  
 کہاں دیکھا۔ جہاز سفر کو کورس سے ہٹ کر جنوب شرق کی طرف جا رہا تھا۔  
 جیسے نہ کہا۔ ”جہاز گلاب کے گھیرے سے نکل آیا ہے۔ اب اسے ازرق کیلنٹ  
 لہجے کی بجائے مدن لے چلو۔ جہاز کے پچھلے حصے کو نقصان پہنچا ہے۔ کہیں  
 اس کا ہڈ پڑا ہے نہ ہو جائے۔“  
 اسے پہلے کہیں کہیں کہتا۔ فرسٹ میٹ اور انجینئر روبرو آگئے۔  
 انہوں نے میری بات کی تصدیق کر دی۔ میں نے میری طرف دیکھا۔ وہ ٹپ  
 ہونے لگی تھی میں نے وہیل سنبھالتے ہوئے جلم میں کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔ ”مجھے  
 اسے کیا ہو گیا ہے؟“  
 فرسٹ میٹ نے اسے ہلکا ہلکا ہاتھ لگا کر انہیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔  
 ”کیا ہوا؟“ فرسٹ میٹ نے اس سے پوچھا۔  
 ”میرا جہاز کوٹھکا گئے کے بعد ایک لمحے بکرا آیا اور میں گڑ گڑا ہوا  
 ہو گیا۔“ ”کسی دوسرے سو فانی کو بلاؤ۔“ میں نے فرسٹ میٹ سے کہا۔

میں نے سر اٹھایا۔ ہائل ٹھیک ہوں۔ سو فانی بولا۔ اس نے وہیل  
 سنبھالتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ کیا آپ نے کورس تبدیل کر دیا ہے سر؟“  
 ”ہاں۔“ میں نے جواب دیا اور اپنے کہیں میں چلا آیا۔  
 جیسے جہاز کوڈہ بنے ہو یا تھا مگر مجھے حیرتوں کے سوا کچھ نہ رہا  
 تھا اس کے بعد وہ میرے پاس آئی اور ہم اگلے روز مدن پہنچ گئے۔ جہاں  
 ایک ٹیلی گرام میرا منتظر تھا۔ ”تمہاری ماں سخت بیمار ہیں۔“  
 جہاز رست طلب تھا۔ اس نے میں نے شینگ کی کو مطلع کیا اور کراچی  
 چلا گیا۔  
 جب میرا اپنے لیاری والے گھر پہنچا تو رادی کی حالت بہت خراب تھی  
 اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ ”اے اچھا بھائی آگیا۔ میں نے تیرا دستہ کر دیا ہے  
 اور میرے سے پہلے تیرا سہرا دیکھنا چاہتی ہوں۔“  
 ”اے رادی! پہلے تم ٹھیک تو ہو جاؤ۔ شادی ماوی بعد میں ہوتی چکے  
 میں نے اسے ٹالنا چاہا۔  
 ”نہیں۔ اب میں تیری ایک بھی نہیں سنوں گی۔ رادی حسب عادت  
 اپنی بات پراؤ گئی۔ میں جب مشکل میں پھنس گیا تھا رادی کو جیسے کہے بائے  
 میں بھی نہیں بتا سکتا تھا اور شادی سے بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے میں  
 ملازمہ جیون ما کی ایک پورٹی حیرت کوئی ہے جسے ہم سب مل کر کیے نام سے  
 جانتے تھے۔ وہ خود گندے دیا کرتی تھیں اور ان کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا  
 کہ ”جن ان کے تابع ہیں۔ اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جاتی تو وہ اپنے ٹوکوں  
 سے پوچھ کر بتا دیتی تھیں کہ کس نے چرائی ہے یا پور کا علیہ کیا ہے۔ لوگ تو  
 ان پر بڑا اعتماد رکھتے تھے۔ مگر مجھے ان باتوں پر کبھی یقین نہیں آیا تھا۔  
 رادی نے اٹھ کر کہا۔ ”میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ  
 مل پھر نہیں سکتی۔ ایسا لگتا ہے جیسے میری نا اہلی پتھر کی ہو گئی ہو۔“  
 ”ماں ہی مسکرائیں اور کہہ پڑے کہ جیسے رائے میں چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد  
 انہوں نے سڑاٹھا کر انہیں کھولیں اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔ ”اے  
 تیرے کو انسانوں میں رشتہ نہیں مل سکتا تھا۔ جو تو نے جتنی سے شادی کی ہادی  
 بھول۔“ میں یہ سن کر جھٹکا سا رہ گیا۔ میں ان کے بارے میں مشہور  
 باتوں کو ڈھکوسلا سمجھا کرتا تھا مگر انہوں نے اس انکشاف سے مجھے حیرت زدہ  
 کر دیا تھا۔ میں نے کہا۔ ”ماں! جی! مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ جتنی ہے۔“  
 اسی نے تیری رادی کی نا اہلی پتھر کی ہو گئی۔  
 ”کب سے؟“ میں نے رادی سے پوچھا۔  
 ”اے جیسے تیرا دستہ کر دیا ہے، تب سے یہ حال ہے پتہ نہیں  
 کیا ہوئی گا میرے ساتھ۔“

توہ اگر تو ایک دم غائب ہو جاتا اس لئے اسے گھوڑا کھاڑی والا بھوت ٹھیک  
 جانتا تھا۔ اب بھی لیاری کھڑا آیا اور کھار اور میں کچھ ایسے بڑبڑگئے نہ ہو گئے  
 میں دونوں روایتوں کی تصدیق کر دیں گے۔  
 اب میں اپنی سرگزشت کی طرف آتا ہوں۔  
 دو سال تک ڈیک کیڈٹ کے طور پر کام کرنے کے بعد میں پھر ڈاکٹر  
 بن گیا۔ میرا باپ بہت خوش تھا۔ مگر اس نے ٹوٹے پر زور دی کہ نہ پھوڑی تو  
 میں نے کہا۔ ”ابا! تم نے کہا تھا کہ جب میں انسر میں جاؤں گا تو تم مزدور کی چوڑی  
 چیرہ دھندائی گئیں۔“  
 ”اے بچے! ابھی میرے ہاتھ پاؤں میں بہت دم ہے اور تیرے کو  
 بہت کچھ کرنا ہے۔ اس لئے میں یہ دھندائیں چھوڑ دوں گا۔“  
 ”مگر کیوں؟ اب میری خواہ بڑھ گئی ہے۔ تم آرام سے گھر بیٹھو کھاؤ پیو  
 سو کرو۔“  
 ”اے نہیں شیرو! میں چاہتا ہوں کہ تو کراچی جیسے مکان بنا میرا  
 بعد ہے کہ پھر میں مزدور کی چھوڑ دوں گا۔ تیری شادی کروں گا اور جب جہاز  
 پر جائیں گا تو تیرے بچوں کے ساتھ کھیلنا کروں گا۔ کیوں ماں؟ وہ رادی  
 سے تصدیق چاہتا۔  
 رادی فوراً کہتی۔ ”اے تو اس کی شادی تو اب کر دے۔ میں بھی کرنے  
 سے پہلے اس کے بچے دیکھنا چاہتی ہوں۔“  
 ”اے نہیں ماں! پہلے یہ مکان بنا لیں۔ میرے کو یہ برو اس  
 زبرد اشتائیں ہوئیں گا کہ اس کے بچے ان گھیلوں میں کھلیں۔ جہاں پردت  
 گزرتے ہیں اور پیسے کو پانی نہیں ملتا۔“  
 رادی۔ ابا کی وہیل پر لا جواب ہو جاتی۔  
 وقت گزرتا رہا اور میں سیکنڈ انسر بن گیا۔ جن دنوں میرا جہاز بڑا  
 بار ہا تھا۔ میرا باپ حادثے کا شکار ہو کر مر گیا۔ ہواؤں تھا کہ ایک جہاز سے  
 کریٹ اتار دے جا رہے تھے۔ میرا باپ کہیں کے نیچے پڑا تھا۔ کریٹ اور پراگھی  
 تو ایک کریٹ لڑھک کر میرے باپ پر آگرا اور وہ اس وقت ہلاک ہو گیا جب  
 میں کراچی واپس آیا، تب مجھے پتہ چلا کہ میں باپ کے ملنے سے محروم ہو گیا ہوں۔  
 مجھے اپنے والد کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ میری والدہ فویرے کہیں ہی میں فوت  
 ہو گئی تھی اور میرے والد نے محض میری وجہ سے دوسری شادی نہیں کی تھی۔  
 رادی نے مجھے پالا ہوا تھا۔ ابا کی موت کا بھی اسے بڑا دکھ تھا۔ وہ چاہتی تھی  
 کہ میں فوراً شادی کروں۔ لیکن میں نے کہا۔  
 ”نہیں رادی! میں دی کروں گا جو اپنا چاہتا تھا۔ پہلے جگہ بناؤں گا۔  
 پھر شادی کروں گا۔“  
 ”دیکھ شیرو! میری زندگی کا کوئی بھرپور نہیں۔ نہ جانے تیرا جگہ

بنے؟ اور پھر تو جہاز پر چلا جائے گا۔ اب میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔“  
 رادی کی وہیل درست تھی۔ لیکن میں نے طے کر لیا تھا کہ اپنے باپ  
 کی خواہش کا ہر صورت میں احترام کروں گا۔ لہذا میں نے رادی سے کہا۔ ”ابھی  
 کچھ عرصے تک میں یہیں ہوں۔ مجھے فرسٹ میٹ کا امتحان دینا ہے۔ اس کے  
 بعد جب جہاز پر جاؤں گا تو ایک چھوڑ دوڑ کرانیاں تمہاری خدمت کے لئے  
 رکھ جاؤں گا۔ مجھے ابا کی روح سے شرمندہ نہ ہونے دے رادی۔“  
 ”تیرا جگہ کب ہے؟ کجا کہاں ہے گا۔؟“  
 ”میرے پاس اتنی رقم تو ہے کہ کسی اچھے علاقے میں پلاٹ لے لوں جب  
 فرسٹ میٹ بن جاؤں گا تو انشا اللہ تعالیٰ دو سال میں جگہ بھی بن جائیگا۔  
 بس اتنی بہت دے دے مجھے۔“  
 رادی مان گئی۔ میں نے ناراضہ ناظم آباد میں پہاڑی کے قریب ایک  
 پلاٹ خرید لیا۔ اس کے ارد گرد ابھی بہت سے پلاٹ خالی پڑے تھے۔ کہیں کہیں  
 اکاؤنٹا پلاٹوں پر جگے زیر تعمیر تھے۔ ماسی نے یہ پلاٹ مستانہ پلاٹا تھا۔ انڈیا  
 یہ تھا کہ چند برسوں میں تقریباً سارے پلاٹ آباد ہو جائیں گے۔ پلاٹ لینے  
 کے بعد میں نے ایک کنسٹرکشن کمپنی سے معاہدہ کر لیا کہ وہ مجھے کی مرحلہ وار  
 تعمیر شروع کر دے۔ میں اسی حساب سے فسطوں میں ادائیگی کرتا رہا۔  
 فرسٹ میٹ کا امتحان پاس کرتے ہی مجھے ایک پرلے کا رنگہ کمپنیز  
 پر جاب مل گئی۔ میں ہر ماہ باقاعدگی سے فسطہ چھوٹا کرتا رہا۔ میری عدم موجودگی  
 میں جگہ کی تعمیر جاری رہی اور اس میں ٹیل فون بھی لگ گیا۔ ایک سال بعد  
 جب میں چھٹی پر آیا تو میرا چھوٹا سا جگہ تیار تھا۔ مگر یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت  
 ہوئی کہ ارد گرد کے سارے پلاٹ اسی طرح خالی تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں  
 نے دیرانے میں مکان بنوایا ہو۔ سرشام کی چوک کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔  
 گلاب جگہ کو چوکیدار کے دم دم پر بھی نہیں چھوڑا جاسکتا تھا اور کوٹھے  
 کرائے دار بھی نہیں مل رہا تھا۔ اس لئے میں رادی کو وہاں لے آیا۔  
 رادی نے جگہ میں آتے ہی کہا۔ ”اے شیرو! تیرا جگہ ہے  
 یا ہسپتال؟“  
 ”اے اتنی صفائی ستھرائی تو ہسپتالوں میں بھی نہیں ہوتی۔“  
 مجھے رادی کی بات پر ہنسی آگئی۔ وہ لیاری کے ماحول کی اس قدر ڈری  
 ہو چکی تھی کہ اسے جگہ کی صفائی بھی عیب لگ رہی تھی۔ اس نے جب بھت  
 پر چڑھ کر ارد گرد کا جائزہ لیا تو فوراً یہ فیصلہ مستادیا۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی  
 شیرو! مجھے فوراً اپنے پرلے گھر لے چلو۔“  
 ”کیوں رادی؟“  
 ”اے دیکھتا نہیں ہر طرف ویرانہ ہے۔ یہاں من بھوت بستے ہوئے  
 میں تو یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہوں گی۔ رادی اڑ گئی۔“



اور کسی صند؟“

اب اس نے چہرہ اٹھایا تو مجھے احساس ہوا کہ وہ حبیبہ نہیں بلکہ ایک شکل حبیبہ اور مونیکا سے بہت ملتی ہے۔ مجھے اپنی دلہن سے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ازدواجی زندگی کے آغاز سے پہلے ہی میری بیوی کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے، اس لئے میں نے مختصر ساری داستان سنا لی لیکن عورت تو ہمیشہ کی شکی مزاج ہوتی ہے۔ جب تک اس نے مائی جی سے تصدیق نہ کر لی، اسے میری بات کا یقین نہ آیا۔

آپ سوچیں گے کہ میری بیوی حبیبہ کی ہم شکل کیسے نکلی؟ یہ تو کوئی فلمی جوڑ توڑ لگتا ہے اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے جھوٹ کا پلندہ ہے۔ بات اصل یہ ہے کہ دادی نے بھی مونیکا کی تصویر دیکھی تھی اور یہ سمجھی تھی کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ لہذا میرے لئے مونیکا کی شکل والی لڑکی ہی تلاش کی تھی۔

اب صرف ایک سوال آپ کے ذہن میں کلبلا رہا ہوگا کہ وہ کون سی الجھن ہے جس میں اب تک مبتلا ہوں اور جس نے میرا سکون برباد کر رکھا ہے؟ میری وہ الجھن یہ ہے کہ کبھی کبھی میری بیوی حبیبہ بن جاتی ہے اور بڑے شکایت آمیز لہجے میں ماضی کی باتیں یاد دلا کر مجھے شرمندہ کرتی ہے مگر کچھ دیر بعد نارمل ہوتی ہے تو اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس پر حبیبہ آئی تھی۔ میں بھی اسے یہ نہیں بتانا چاہتا۔ لیکن اب اس پر حبیبہ جلدی جلدی اور بار بار آنے لگی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے کسی عامل کو بلایا تو وہ میری بیوی کو مار ڈالے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بار بار آمد اور دھمکیاں اس لئے شروع ہو گئی ہیں کہ مائی جی کا انتقال ہو گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟

اگر کوئی ایسا عامل بلالیا جو کامل نہ ہوا تو؟  
ہے کوئی جو میری رہ نمائی کر سکے؟

”ارے کچھ نہیں ہوئیں گاتاج بی بی، تم بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ اب تم لوگ ذرا درد شریف پڑھو۔“ یہ کہہ کر انہوں نے پھر کچھ زیر لب پڑھا اور دوبارہ مراتبے میں چلی گئیں۔

کچھ دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور بولیں: ”میرے مٹکوں نے اسے سمجھا دیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ اب تم لوگ کو تنگ نہیں کریں گے مگر کوئی کوئی جن وعدہ کرنے کا بادل جو چھوٹی موٹی شرارت کرتا ہے اور اگر وہ کوئی شرارت کرے تو میرے کو بتانا۔“

اس کے بعد انہوں نے کچھ پڑھ کر دادی پر اور مجھ پر پھونکا۔ سرسوں کے تیل پر دم کر کے زیتون ماسی کو دیتے ہوئے کہا: ”تاج بی بی کو اس کا مالش کرو۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔“

جب وہ جانے لگیں تو میں نے شور دے کاوٹ ان کی نذر کرنا چاہا مگر انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

”ان کے سپارے خرید کر مسجد میں رکھو ادینا۔“

دادی ٹھیک ہو گئی تو اس نے سب پہلا کام یہ کیا کہ میری شادی کرادی شادی سادگی سے اور اپنے محلے میں ہوئی۔ کیونکہ بنگلے پر جاتے ہوئے مجھے کچھ خون سا محسوس ہوتا تھا۔

شادی کی رات جملہ عروسی میں داخل ہونیکے بعد جب میں نے گٹھڑی بنی دلہن کا گھونگٹ اٹا تو میرے منہ سے حیرت کی چیخ نکل گئی۔ سچ پر دلہن کے رُپ میں حبیبہ بیٹھی تھی۔ میں نے بے ساختہ کہا: ”تم اپنی ضد سے باز نہیں آئیں نا حبیبہ!“

میری دلہن نے شرم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پوچھا: ”کون حبیبہ؟“



# حیرت

چند سچے اور قابل حیرت  
واقعات

## قرآن مجید ہوائیں اڑ رہا تھا

ابھی پاکستان قائم نہیں ہوا تھا۔ ہم لوگ ایک آبادی میں رہتے تھے۔ ایک روز میں اپنی گلی میں کھل رہی تھی کہ اچانک گلی میں آگ لگ گئی۔ آگ لگ گئی کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ میں بھاگی بھاگی جب اس مکان کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ مکان آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے اور لوگ پانی سے آگ بجھانے میں مصروف تھے۔ لیکن اتنے میں زور کی آواز سنائی دی جیسے کوئی ہوائی جہاز سر کے اوپر سے گزر رہا ہو۔ جب اوپر کی طرف دیکھا تو قرآن مجید اڑتا ہوا نظر آیا۔ جو فزبی مزار کی طرف جا رہا تھا۔ سب لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور مزار کی طرف بھاگنے لگے میں بھی بھاگتے ہوئے وہاں جا پہنچی۔ تو میں نے اپنی آنکھوں سے اس قرآن مجید کو اس تختے پر پڑا ہوا دیکھا جس پر ہندو قرآن مجید بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس قرآن کا غلاف ایک طرف سے معمولی جلا ہوا تھا۔ لوگوں نے واپس جا کر دیکھا تو جس ٹکڑی کے ڈبے میں قرآن مجید پہلے رکھا ہوا تھا۔ اس کا ڈھکن بھی کھلا ہوا تھا۔ لوگ یہ سب دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کلام کی اس طرح حفاظت کرتے دیکھ کر سجدے میں گر گئے۔ یہ واقعہ جب بھی مجھے یاد آتا ہے میرا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ (الہیہ امجد علی)

## سیر گندم سات برس ختم نہ ہو سکی

میرانا ناٹالہ شہر کے معروف مبلغ اسلام ہیں

غضاب سازی ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے انہیں مختلف شہروں میں اکثر مانا پڑتا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں ان کے دوست نے مشورہ دیا کہ کسی پیر کے مرید بن جائیں۔ ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ کسی دلی کامل کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ چنانچہ دونوں دوست اس دور کے معروف عالم دین اور دلی کامل پیر سید جماعت شاہ صاحب لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غلو مل سے ان کی بیعت کی۔

میرے نانا نے بیعت کے بعد اپنی معاشی پریشانی سے شاہ صاحب کو آگاہ کیا۔ وہ کچھ دیر تک مراقبے میں رہے اس کے بعد میرے نانا سے مخاطب ہو کر بولے۔ محمد دین گندم کے کچھ دانے لاؤ تاکہ سیر گندم کا یہ غلام اپنی تمہیں کچھ کرامت دکھائے۔ میرے نانا فوراً بازار گئے اور چھ سات سیر گندم لائے۔ سید جماعت علی شاہ صاحب نے گندم پر چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا اور کہا کہ اس گندم کو گھر جا کر اس پڑولی میں ڈال دو۔ جس میں تم گندم رکھتے ہو۔ اور اس پڑولی کا منہ ہمیشہ کیلئے اوپر سے بند کر دو۔ نیچے ایک سو داغ کر دو اور حسب ضرورت گندم نکالتے رہو۔ مگر یاد رکھو اوپر کا ڈھکن کبھی مت کھولنا۔ میرے نانا نے ویسے ہی کیا۔ انہوں نے گندم پڑولی میں ڈال کر اسے اوپر سے بند کر دیا اور گھر والوں کو ہدایت کر دی کہ اوپر کا ڈھکن ہرگز ہرگز نہ کھولا جائے۔ نانا صاحب کا بیان ہے کہ اس پڑولی سے ہم نے تقریباً سات برس تک گندم کھائی۔ لیکن شومی قسمت کہ ایک دن ایک ہمسائی نے اگر اوپر کا ڈھکن کھول کر دیکھا کہ دیکھو تو باقی کتنی گندم رہ گئی ہے۔ جب دیکھا تو وہی چھ سات

سیر گندم موجود تھی۔ جو ڈال گئی تھی۔ میرے نانا مجھے بتاتے ہیں کہ میں نے اس حادثہ کا ذکر پیر صاحب سے کیا۔ انہوں نے فرمایا۔

محمد دین اگر ڈھکن کھول کر نہ دیکھتے تو وہی گندم زندگی بھر تم اور تمہارا خاندان کھاتا رہتا اور اس میں کبھی کمی نہ ہوتی۔ مگر خیر تمہاری قسمت میں اتنی ہی گندم لکھی تھی۔ اب گھر جاؤ اور صبر کرو جو ہونا تھا سو ہو گیا۔

(میر حسین ماسم)

## غیبی باتوں کے دیکھنے والا دے بچا لیا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اینٹوں کے بچے میں کام کرتا تھا۔ ایک روز میں یہ دیکھنے کیلئے گیا کہ اینٹیں کچی ہیں یا پکی۔ پادے پر کھڑا ہو گیا بھیٹی میں آگ جل رہی تھی۔ ابھی میں نے دوسرا قدم پادے پر رکھا ہی تھا کہ پادہ حرام سے گر گیا۔ میں بجائے دیکھنے آگ کے الاؤں جانے کے دن برفٹے دور جا گرا۔ اس وقت مجھے ٹمسوس ہوا کہ کسی نے مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایک طرف کھینچ لیا اگر میں بھیٹی میں گرتا تو دیکھنے والا دے زندہ بچنا ناممکن تھا۔ آج بھی جب میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ کون تھا جس نے مجھے آگ کے کنویں میں گرنے سے بچا لیا تو میری روح کانپ جاتی ہے اور میں فوراً کھجے میں گر جاتا ہوں۔

(زراحد حسین)



## اغیرہ اور تہذیبی کی ستر افراہی بلگی

گزشتہ برس ہم صدر پاکستان کی کسی کام کیلئے گئے ہم شریک کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ ہادی باقی جانب ایک اچھڑا شخص ہاتھ گاڑی پر کچھ سامان لئے آہستہ آہستہ نکلا جا رہا تھا۔ گرمی سخت تھی اور اس کا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ اچانک سرخ رنگ کی ایک کار پیچھے سے آئی اور ہاتھ گاڑی سے ٹکرائی۔ ہاتھ گاڑی کا سامان زمین پر بکھر گیا اور ہاتھ گاڑی کا مالک پاٹھ فٹ دور جا کر اس کی جان تباہ گئی۔ لیکن کافی نقصان ہوا۔ کار سے سفید کوٹ میں لمبوس ایک صاحب برآمد ہوئے اور بجائے اپنی غلطی کی معافی مانگنے کے اس شخص کے منہ پر زوردار ٹھٹھڑ رسید کر دیا۔ اور غصے سے بولے: "گدھے تھیں چلنے کی فیز نہیں ہے۔" ہمیں یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا۔ وہ مساکار میں بیچ کر ٹھٹھاٹ سے چلے گئے۔ وہ غریب شخص کالی دیر تک روتا رہا۔ اس نے بتایا کہ گاڑی میں میں ڈبے رکھے ہوئے تھے جن میں شیشے کے برتن تھے۔ جو سب کے سب ٹوٹ گئے تھے۔ برتن کے مالک کو اتنی رقم دینا اس کے بس میں نہیں تھا۔ ہم سب نے ٹکڑے ٹکڑے کہہ دی جس سے اس کا حوصلہ ہوا۔ ہم دوبارہ چلے گئے۔ اگلے چوک پر آئے تو دیکھا کہ سرخ کار ایک بس سے ٹکرائی تھی۔ کار کا کچھ مٹل چسکا تھا جب کہ بس کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا تھا ان صاحب کو بھی کالی چوٹیں آئیں۔ انہیں ایک گاڑی میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ اور ہم دونوں شریک کے کنارے کھڑے سوچ رہے تھے۔ غریب کی بدھمت کتنی جلدی قبول ہوتی ہے۔ (خواجہ محمد اسلم)

پراسرار عجیب

یہ واقعہ تقریباً سات سال پرانا ہے اس

## دارسی

وَقَدْ بَنَّا الْغُوثِيْنَ اَوْ تَبَيَّنَتْ غُثَيَّا الْحَقُّ وَارْتَدَّتْ خُفْيَةُ الْغَاثِيْنَ

(پارہ ۹، سورۃ الاحقاف، آیت ۹۹-۱۰۰)

پروردگار! فیصلہ کرہاے اور ہادی قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ آدمی سب سے بہتر فیصلہ کر دیا ہے۔

ذَبْتَ الْغُثَيَّا لَقِيَتْ ذُرِّيَّتُهَا الرِّجْزُ الْمُسْتَقَاتِ عَلَى مَا تَصِفُوتِ وَبَدَا عَاصِدَةُ الْبَارِ ۱۰۰ آیت ۱۰۰

پروردگار! فیصلہ کرکھات، ہادی پروردگار بڑا مہربان ہے جس سے مدد طلب کیا جائے ان باتوں میں جو تم بیان کرتا۔

ذَبْتَ اَنْ تَقُوِيْ كَذِبًا مِّنْ مَّا تَقُوِيْ وَتَبَيَّنَتْ غُثَيَّا وَتَبَيَّنَتْ خُفْيَةُ تَبَيَّنَتْ الْغُوثِيْنَ

(پارہ ۱۱، سورۃ الشرح، آیت ۱۱۰-۱۱۱) تسبیح (۵۱)

پروردگار! بے شک میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو فیصلہ کر دے میرے اور ان کے درمیان فیصلہ قطعی اور حیات دے۔ مجھے اور ان کو جو صاحبان ایمان میرے ہمراہ ہیں۔

وقت میں بارہ سال کی تھی۔ میں اور باقی ایک کمرے میں سوئے تھے۔ باقی تو سو رہی تھیں اور میں نیند آنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ اندھیرے سے مجھے ڈر لگتا ہے مگر اس دن غلابات اندھیرے میں آنکھیں کھلی تھیں۔ رات کے تقسیم بنایا بارہ بجے تھے۔ میرے سامنے والی دیوار پر ۸/۶ کی جگہ پر ۳۔ فٹ چوڑا اور لمبا لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ اچانک اس ٹکڑے پر ایک آدمی کا سایہ اس کے سینے تک نظر آیا۔ عجیب بات تھی کہ اندھیرے کے باوجود وہ کالا سایہ صاف اور واضح تھا۔ اس آدمی کے گھٹنگر والے بال تھے۔ ہاتھ میں تقریباً ایک فٹ کا لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ اس پر ایک بڑی سی کیل کو ہتھوڑی سے ٹھونک رہا تھا۔ اس کے اس عمل کی آواز میں نے خود ٹھٹھٹھٹھ سنی۔ اس کے بعد غیر ارادی طور پر میری زور سے چیخ اُٹھی۔ اسی اوجھاگ لگے پانچھ لگے کہ کیا ہوا مگر میں مرن زور زور سے رو رہی تھی۔ حالانکہ میں کبھی آواز سے نہیں روئی۔

اتنی جگہ باہر لے آئیں اور اپنے ساتھ لٹایا۔ اور قرآن آیت پڑھنے لگیں۔ باہر ایک چھوٹا سا ستون تھا اب یہ ستون زور زور سے ہلنے لگا۔ مجھے نظر

مروی صاحبہ دم وغیرہ کیا اور مجھے آرام آگیا۔ تو جیسے: آدمی ہڑان، پرکھتہ، ہر لکھ، ہر منٹ اور ہر گھنٹہ بدلتا رہتا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ ایک دن کا پچھ دو سوے دن وہ نہیں رہتا۔ جو پہلے دن تھا۔ اسی طرح پانچ سال پچھ دوہ نہیں رہتا جو ایک سال کا تھا اور جوانی پر رستے پہن کو کھاجاتی ہے اور پھر بڑھاپا جوانی کے اوپر دیز پر دسے ڈال دیتا ہے۔ زندگی دراصل لمحات پر موت وار دھونکا نام ہے۔ یادہ لمحہ لمحہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ روحانی نقطہ نظر سے عمر کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں آدمی جنت کی یا عالم غیب کی دنیا سے روشناس ہوتا ہے۔ جیسے جیسے عالم اسباب عالم ظاہر کی چھاپ اس پر پڑتی ہے جنت کی

دنیا سے روشناسی پس دیوار پل جاتی ہے۔ عمر کا یہ حصہ ۱۲ اور ۱۳ سال تک قائم رہتا ہے۔ اس عمر کو پیچھے کے بعد شوری مکمل کار فرمائی کا آغاز ہوتا ہے اور لا شعوری تحریکات کا صرف اساس رہ جاتا ہے۔ ہم سب نے کبھی کبھی یہ ضرور دیکھا ہوگا کہ چراغ جب بجھتا ہے تو اس کی توتیر جاتی ہے اور بجھ کر کچھ جاتا ہے۔

آپ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ چون کہ لا شعوری طور پر آپ بہت زیادہ طاقتور ہیں اسلئے جب لا شعور نے اپنی ڈیوٹی قانون قدرت کے مطابق شور کو سوپی، دماغ کو ایک جھٹکا سال گا۔ اور دماغ کے وہ غلیے خارج ہو گئے جو مکان کو زمان کی گرفت سے باہر دیکھتے ہیں۔ یعنی آدمی کے



اندھ لسی سسپس پیدا ہو جاتی ہے کہ فاصلہ اور مکان کا محسوس پن نظروں سے معدوم ہو جاتا ہے۔ کچھ پڑھنے یاد کر سکتے ہیں بھی لا شعوری کیفیات کام کرتی ہیں۔ جب اس کیفیت کو لا شعوری طاقت نے دبانایا جاتا تو حالات معمول پر آگئے۔ لیکن اگر یہ کیفیت کسی مٹائی آدمی کے سامنے آجاتی تو وہ اس کو برقرار رکھنے کی تدبیر کرنا کیوں کہ یہ کیفیت آدمی کو قدم قدم ملا کر، غلام کے اس پار لے جاتی ہے۔ اس طرح شعور بھی کام کرتا رہتا ہے۔

عاجہ نسرتین (کویت)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور ڈالیں۔ نمبر —

صرف ایک نام

طہاسات

بیمیں میں مٹھاس کی دنیا میں

تو ہمارے موقع پر پیکنگ کے خوشنما ڈبوں میں دستیاب آڈیو کی تکمیل:

آپ کے اعلیٰ لذوق اور معیار کے مطابق

اسپیشل فلاطون، مینگو برنی، ڈرائی فروٹ برنی، انجیر برنی، دنگل، بٹیسہ، قلاقند اور نان خطائی وغیرہ

انواع واقسام کی خوش ذائقہ اور دل پذیر مٹھاسائیاں، دیسی گھی، زعفران اور، میوے سے بھرپور،

۳۰۹۱۳۸۱

۳۰۸۲۷۷۳

ناگپارہ جنکشن بلا سس روڈ، بیمیں ۵۷ فون:



قسط ۳

# نبیوں کی شریکیت

حسن الہاشمی کے فاضل دارالعلوم دیوبند

**واہلہ زوجہ نوح علیہ السلام** اگرچہ واہلہ کو نوح علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کی بیوی ہونے کا فخر حاصل ہوا مگر انیسویں صدی کے اپنے عظیم الشان شوہر کی ذرا بھی قدر نہ کی اور دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی بگاڑ لی اور لاکھ کوشش کے باوجود حضرت نوح پر ایمان نہ لائی۔ واہلہ اور اس کی قوم نے جس پر نوح علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے بنو بالہ آپ کو بھونکے اور دیوانہ قرار دیا اور ان کو مختلف قسم کی اذیتیں دیں اور بالآخر طوفان عظیم میں دوسرے منکرین نبوت اور دشمنانِ دین کے ساتھ اصل جہنم ہو گئیں۔

قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے۔

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
كَانُوا يَنْتَظِرُونَ عَذَابَ اللَّهِ وَلَئِنْ جَاءَهُمْ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْضًا كَثِيرًا  
وَيُخْلَقَ لَهُمْ جُنُودٌ فَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا يَنْفَعُهُمْ دُحَانُهُمْ

خدا نے کافروں کیلئے نوح اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے یہ دونوں ہمارے دینک بندوں کے گھر میں تھیں دونوں نے اپنے شوہروں کی نافرمانی کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلہ میں ان کے کام نہیں آئے اور ان سے کہد یا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

لہ حضرت نوح علیہ السلام کا اصلی نام عبد الجبار تھا لیکن چونکہ آپ اپنی قوم کی خرابیوں پر اکثر زور کیا کرتے تھے اس لئے کثرتِ نوم کی وجہ سے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ قرآن حکیم میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی ہے کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا اور وہ اپنی قوم کے پاس ساڑھے دو سال تک رہا لیکن اتنی طویل مدت میں مسلسل تبلیغِ دین کرنے کے باوجود صرف چالیس مرد اور چالیس عورتیں ایمان لائیں۔ روایات میں آتا ہے کہ نوح علیہ السلام ہر روز کسی پہاڑ پر چڑھ کر یہ صدا لگاتے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ۔ اور ان کی یہ صدا باذن اللہ مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتی تھی مگر ان کی قوم کے لوگ ان کی یہ صدا سنکر اپنی اٹھلیاں اپنے کانوں میں مٹھوس لیتے تھے اور بعض لوگ اپنے جہرے کو کپڑے سے چھپا لیتے اور بعض کا فر اور بدعت لوگ حضرت نوح کی آواز کو جاک جاتے تھے اور بعض غیور قسم کے لوگ حضرت نوح کو زور دے کر بھیج دیتے تھے اور ان کے ساتھ طرح طرح کے گستاخیاں کر دیتے تھے اور انہیں آتے تھے بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ ظالم لوگوں کا ظلم و دہشت کرنے لگتے آپ جوش ہو جاتے تھے لیکن جب بھی آپ کو جوش آتا آپ کی زبان مبارک پر یہی بات ہوتی کہ اے ایکسے دو خداؤ! اگر ایک ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اے اللہ رسول ہو۔ ساڑھے نو سو سال کے بعد ظالم و صاحب سے تنگ آ کر حضرت نوح نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی اور اس کے دو طوفان آیا جو طوفانِ نوح کے نام سے مشہور ہے۔

جامع التاریخ میں لکھا ہے کہ۔

واہلہ منافق اور بدین عورت تھی اور اس نے اپنے شوہر کا کبھی کہنا نہیں مانا ان کے حقوق کا کچھ خیال کیا۔ آخر کار وہ ہلاک ہوئی۔ اور جب تک دنیا قائم ہے وہ اپنی بددینی کی وجہ سے رسوا اور ذلیل رہے گی۔ واہلہ اپنے شوہر کی جانب سے رنج و غصہ نہیں ہوتی تھی اور ان کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتی تھی۔ بلکہ انکی ہر خدمت پہلو تھی کرتی تھی اور ان سے بددلی کا اظہار کرتی تھی۔ اور سب سے خراب بات یہ تھی کہ ان کی نبوت کی تکذیب کیا کرتی تھی۔ اس نے اپنی دنیا کے ساتھ اپنی آخرت کو بھی برباد کر لیا۔ اور وہ اپنے کئے کا ہمیشہ بھگتاں بھگتے گی، اور دوزخ کے عذاب سے کبھی چھٹکارا دے پاسکے گی۔ اس کا بیٹا کنعان بھی طوفان میں ہلاک ہوا، کیونکہ ان دونوں نے کشتی نوح میں سوار ہونے سے گریز کیا۔ نوح علیہ السلام نے بہت نصیحت کی۔ اور فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰتُوْا نُوْحَ الْوَحْيَ الَّذِيْٓ اٰتٰىكَ مِنْ رَبِّكَ فَتَنْقُذَ نَفْسَكَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۝ (سورہ ہود)

اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھ نہ دے۔

مگر اس نے نہیں مانا اور یہ جواب دیا۔

سَادِيَ اِلٰى جَبَلٍ يَفْعُسُۢنِيْ مِنَ الْمَآءِ (سورہ ہود)

میں ایک پہاڑی کی جانب پانی سے پناہ لوں گا۔

نوح علیہ السلام کے بیٹے کا نام بعض مؤرخین نے یام بعض نے رائج اور بعض نے کنعان لکھا ہے لیکن کنعان کا نام معروف ہے۔ بہر کیف ماں بیٹے دونوں غرقِ طوفان ہو کر ہلاک ہو گئے اور دونوں نے اپنے کئے کی سزا پائی۔

علامہ ابن ابی اثیر نے لکھا ہے کہ نوح نے اپنا نکاح مردہ بنت ہر اکیل ابن مویل بن خندق بن قین سے کیا۔ اس سے تین بچے مام، سام اور یافث پیدا ہوئے۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے مگر یہ قوم ان پر ہستی اور ان کا مذاق اڑاتا کرتی تھی اور قسم قسم کے مظالم ان پر توڑے جاتے تھے۔ اس سے پہلے بھی قوم کا حال بدتر تھا اور وہ کفر و شرک کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ ان حالات میں نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور انہوں نے انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ان کی بیوی ابتداً اور مردہ کفار سے اتفاق رکھتی تھی اور بظاہر مسلمان بنی رہتی تھی۔ آخر میں

لہ ردۃ الغنا و جلد اول ص ۱۸۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول۔







# چار اکھوں والی بیدار

اس رات تاریکی نے اپنے بھی سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ سرد ہواؤں نے پورے ماحول کو بخ بستہ بنا کر رکھ دیا تھا اور میں آتش دان کے قریب لال ٹین کی مدھم روشنی میں اپنے بستر پر دراز ایک اہم کتاب کے مطالعے میں مستغرق تھا۔

گھاؤں کے جس بوسیدہ اور قدیم ریسٹ ہاؤس میں اس وقت میں مقیم تھا وہ مجھے حکومت کی طرف سے دیا گیا تھا۔ کبھی اس ریسٹ ہاؤس کو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے افسران کیلئے بنوایا تھا۔ اس اندھیرے اور بوسیدہ ریسٹ ہاؤس کی قدر قیمت بھی اس مفلس اور غریب گھاؤں میں کسی محل سے کم نہیں تھی۔ کچے مکاؤں اور جھوٹروں میں رہنے والے لوگ یقیناً ہی مجھے رشک آلود نظروں سے دیکھتے رہے ہوں گے۔

سب سے نزدیک ترین شہر بھی اس اجڑے ہوئے گھاؤں سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر تھا۔ گھاؤں میں داخل ہونے کیلئے ایک بڑے اور ادبڑ کھاڑا راستے کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ گھاؤں کے اطراف گھنے جنگلات کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور یہی وجوہات تھیں جن کی بنا پر کوئی بھی سرکاری افسر یہاں رہنے کو اپنے لئے ایک قید سمجھتا تھا۔ خود گھاؤں کے لوگ بھی زیادہ خوشحال نہیں تھے۔ دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد دو وقت کی روٹی بھی ان بے چاروں کو بڑی مشکل سے میسر آتی تھی۔

محکمہ جنگلات نے جس وقت میرا تبادلہ اس گھاؤں میں کیا تب مجھے یہاں کے حالات کا زیادہ علم نہیں تھا لیکن جب میں یہاں آگیا تو مجھے پراسرار اور عجیب و غریب حالات سے دوچار ہونا پڑا اور ان حالات کا دماغ پر کچھ اتنا اثر ہوا کہ انہیں ذہن سے مٹانے کیلئے میں نے معلوماتی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔

ہاں تو میں اس رات کا ذکر کر رہا تھا جو حد سے زیادہ تاریک تھی۔ اس وقت میں لحاف میں ڈبکا ہوا ایسی ہی ایک کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ عموماً میں ایک بجے کے بعد ہی سونے کا عادی ہوں اور صبح گیار بجے سے قبل بیدار نہیں ہوتا۔

میں نے کتاب تکئے کے سر پہنے رکھ دی اور سونے کیلئے لال ٹین کی کو کم ہی کر رہا تھا کہ باہر ایک شخص کی وحشت ناک چیخ سے میرے کان کھڑے ہو گئے۔ اور پھر اس کے زور زور سے رونے کی آواز نے ماحول پر ایک عجیب سی پراسرار کیفیت طاری کر دی۔



میں نے عقبی دروازہ کھولا اور اسے دیکھنے باہر نکل گیا ماحس کی مدد روشنی میں بار بار تلاش کرنے پر وہ ایک کونے میں بہما ہما سا کھڑا دکھائی دیا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا وہ الٹا آئینہ جیٹ کے ساتھ میرے قدموں پر گر پڑا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی چیخ سسک گھاؤں کے دوسرے لوگ بھی باہر آ گئے تھے۔ ہم سب نے اسے اٹھایا روشنی میں اس کا چہرہ دیکھا گیا تو ایک شخص نے فوراً اسے شناخت کر لیا۔ وہ گاؤں کا ہی ایک مزدور سوکھتا۔

بے ہوشی کی حالت میں ہم جب اسے اس کے گھر لے گئے تو اس کی بیوی وہاں موجود نہیں تھی اور بچے ہلکے ہلکے کر رہے تھے۔ رات بھر لوگوں نے انتظار کیا لیکن اس کی بیوی نظر نہ آئی۔ اور نہ ہی وہ خود ہوش میں آیا۔ سو سو کی بیوی کو جگہ جگہ تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملی۔ اس کا اس طرح پراسرار طور پر غائب ہونا بھی کیلئے ایک عجیب بات تھی۔

میں سو سو کو ہوش آیا تو بہت دیر بعد وہ کچھ بتائے میں کامیاب ہو سکا۔

اس نے مجھے بتایا۔

”حضور! میری بیوی کا دماغ کچھ خراب سا تھا۔ رات کو وہ لالٹین لیکر باہر جھاڑیوں کی طرف گئی تھی۔ جب بہت دیر ہو گئی اور وہ نہ لوٹی تو میں اس کی تلاش میں باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چار آنکھوں والا خوفناک آدمی میری بیوی کو دوپٹے ہوئے جنگل کی طرف لے جا رہا تھا۔ وہ شخص اتنا ڈراؤنا اور طاقت ور تھا کہ میری ہمت اس کے پیچھے جانے کو نہ ہوئی۔ وہ آدمی نہیں کوئی بدمذہب روح معلوم ہوتا تھا۔ میں چیخ چیخ کر روتے لگا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔ حضور اب وہ لوٹ کر نہیں آئے گی میرے بچوں کا کیا ہو گا۔ سو سو کی اس بے تنگی کہانی پر مجھے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن اس سے پہلے بھی گاؤں کے لوگ کسی چار آنکھوں والے ڈراؤنے انسان کا ذکر کرتے تھے۔ پھر بھی سو سو کی بیوی کے قتل سے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ چار آنکھوں والا شخص کچھ دیر کیلئے دکھائی دیتا ہے اور پھر ایک دم غائب ہو جاتا ہے لیکن میری رائے میں یہ کوئی خطرناک آدم خور جانور تھا جسے گاؤں والے کوئی بدمذہب سمجھ رہے تھے۔

ہم بڑا بڑا لوگ ایسی باتوں پر مطلق یقین نہیں کرتے لیکن حالات اب کچھ ایسے ہو گئے تھے جن کی بنا پر مجھے بھی اس چار آنکھوں والے شخص کے وجود پر کچھ یقین ہو چلا تھا۔

دو ہفتے بعد ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھے بتایا کہ گزشتہ رات کو اس نے چاندن میں صاف طور پر اس شخص کو دیکھا ہے وہ بالکل ہم انسانوں کی طرح ہے لیکن اس کی آنکھیں چار ہیں اس کا چہرہ اتنا ڈراؤنا ہے کہ نظر اس پر نہیں ٹھہرتی۔ اس نے بتایا کہ اس نے دو دو ہفتے پہلے اس کے چہرے کی دست مانت لکھواری تھی۔ ڈر کے باعث میں اپنی جھونپڑی میں گھس گیا اور دروازہ اچھی طرح بند کر لیا۔ گاؤں والے بری طرح خوفزدہ ہو گئے تھے۔ رات کو اگر آپس کہیں جانا ہوتا تو ایک ساتھ کئی کئی لوگ ٹولیاں بنا کر چلتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بھی درخواست کی کہ میں بھی رات کے وقت اکیلے باہر نہ نکلوں۔

ایک روز گاؤں کے بڑے بڑے مجمع ہو کر میرے پاس آئے اور انہوں نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے اس چار آنکھوں والی بھلا سے ہتھکڑا دلانے کو کہا۔ خود مجھے بھی اس خوفناک بلا کو دیکھنے کا بڑا جتھسا تھا لیکن کئی بار کوشش کے باوجود بھی میں اسے دیکھنے میں ناکام رہا۔ چنانچہ میں نے گاؤں والوں سے کہا کہ جب بھی اس کی موجودگی کی اطلاع ملے مجھے فوراً خبر کی جائے۔

اس داستان کو لکھتے وقت گاؤں کی اس پانچ بڑھیا کا ذکر کرنا بھی میں ضروری سمجھوں گا جو اکثر راتوں کو بڑبڑاتی ہوئی جنگل کی طرف جاتی تھی اور پھر چنچتی ہوئی گاؤں کی طرف لوٹتی تھی۔ اکثر اس بڑھیا کے آنے کے بعد ہی اس چار آنکھوں والے انسان کو دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے میں نے گاؤں والوں سے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ جب بھی یہ پانچ بڑھیا جنگل کی طرف جائے اس وقت مجھے مطلع کیا جانا چاہیے۔

ایک روز صبح گیارہ بجے جب میں نیند سے بیدار ہوا تو پورے گاؤں میں صف ماتم بچا ہوا تھا۔ اپنے اردل سے جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ رات کو گاؤں کے چودھری کی جوان لڑکی اپنے گھر ہی میں سے پراسرار طور پر غائب ہو گئی۔ صبح گھر کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا۔ اور لڑکی گھر میں موجود نہیں تھی۔ گاؤں والوں کا یہ خیال تھا کہ یہ چار آنکھوں والی بدمذہب کا ہی کام ہے۔ ان کی نظر میں اب یہ چار آنکھوں والی بلا صرف عورتوں کی ہی دشمن بن کر رہ گئی تھی۔

میں نے مزید پوچھنا چاہا کہ رات کو پھر پانچ بڑھیا جنگل کی طرف گئی تھی اور کب رات کو واپس لوٹی یہ کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ پھر جب اسے تلاش کیا گیا تو وہ اپنی جھونپڑی میں سوئی ہوئی پائی گئی۔

میں نے جب گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ بڑھیا کے جنگل میں جانے کی خبر مجھے کیوں نہ کی گئی تو بھی خاموش ہو گئے۔ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ رات کو کسی کی ہمت بھی آپ کے گھر کی طرف جانے کو نہیں ہوئی۔

میں نے انہیں بزدل کہہ کر ڈانٹا اور تنبیہ کی اب پھر اگر ایسا ہو تو ٹولی بنا کر ہی آکر مجھے مطلع ضرور کرنا۔

تین روز بعد ایک رات کو گاؤں کا ایک بڈو جوان ہانپتا کانپتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ ابھی ابھی بڑی عورت بڑبڑاتی ہوئی جنگل کی طرف گئی ہے۔

میں نے ذرا بھی دیر نہ کی اور اس جوان کو ساتھ لیکر صبح اپنی رائفل کے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ پانچ عورت چھٹی چلائی دوڑتی ہوئی واپس گاؤں کی طرف آرہی تھی۔

جوان نے مجھے بتایا کہ حضور اب چار آنکھوں والا آدمی بھی ضرور نظر آئے گا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد میں خود اس پراسرار شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

اندھیری رات میں ایک گھنے درخت کے نیچے ایک لمبا ترنٹا چار آنکھوں والا خوفناک شخص کھڑا مجھے گھور رہا تھا۔ میں اس کی آنکھوں کی تاب نہ لاسکا اور میرے ہاتھ پاؤں ٹل ہو گئے۔ ایسی عجیب و غریب چیز میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ قریب اس بات کا تھا کہ کافی فاصلے پر ہوتے ہوئے بھی وہ شخص اتنا صاف نظر آ رہا تھا کہ جیسے وہ قدم کے فاصلے پر ہی کھڑا ہو۔

میں نے مصلحتاً گولی نہیں چلائی اور واپس چلا آیا۔

میں یہ سوچ کر لوٹ آیا تھا کہ کہیں اسے مارنے پر حکومت مجھے مزا نہ دیدے۔ چنانچہ اپنے قاصد کے ہاتھ میں نے فوری ایک نائل رسی ڈینٹ کو روانہ کی جس میں پورے حالات درج تھے اور اس پراسرار شخص کو گولی سے اڑانے کی اجازت مانگی تھی۔

وہاں سے کئی دنوں میں یہ جواب آیا کہ اگر حالات واقعی سنجیدہ ہوں تو کوشش کیجئے کہ اسے زندہ ہی گرفتار کر لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے گولی بھی ماری جا سکتی ہے۔

اجازت مل جانے کے بعد میں نے ایک بار پھر گاؤں والوں سے درخواست کی کہ مجھے پانچ بڑھیا کی جنگل کی طرف روانگی کی



فوراً اطلاع دی جائے۔ لیکن اب گاؤں والے مجھے بزدل سمجھ رہے تھے۔  
لیکن ایک رات بالآخر مجھے ایک اور موقع مل گیا۔ وہی نوجوان پھر خبر لایا کہ بڑھیا جنگل کی طرف ابھی گئی ہے۔ میں نے پھر اسے ساتھ لیا اور پہلے کی طرح رائفل لے کر ٹھیک اسی جگہ پہنچ گیا جہاں پہلے میں نے اس چار آنکھوں والی عفریت کو دیکھا تھا۔ لیکن بڑھی عورت ابھی واپس نہیں لوٹی تھی۔

کافی دیر تک انتظار کرنے پر بھی جب وہ واپس نہ لوٹی تو ہم اور آگے بڑھے۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ میں کسی چیز سے ٹکرایا اور اوندھے منہ گر پڑا۔ ماچس جلا کر دیکھا تو مسیکر ادا سان خطا ہو گئے۔ میں پاگل بڑھیا کی لاش سے ٹکرا کر گر اٹھا جس کا سردھڑ سے جدا تھا۔ ابھی میں بڑھیا کی لاش دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نوجوان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے مجھے سامنے دیکھنے کو کہا۔ ہمارے عین سامنے ہی چار آنکھوں والا وہ شخص کھڑا تھا اور کچھ اس طرح ہمیں گھور رہا تھا جیسے کھا جائے گا۔ اس کی چار آنکھیں کسی جانور کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس کا ڈیل ڈول اور خوفناک شکل دیکھ کر میں نے اسے زندہ گرفتار کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا اور نشانہ لیکر گولی داغ دی۔

جیسے ہی اسے گولی لگی ایک ہیبت ناک چیخ فضا میں گونجی جس کیلئے میرا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی یکا یک اسے سُن لے تو وہ یا تو پاگل ہو جائے یا پھر خوف سے مر جائے گا۔

چار آنکھوں والا شخص ایک گولی میں ہی ڈھیر ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد ہم اس کی لاش کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن یہ معتمہ شاید میں زندگی بھر نہ سمجھ پاؤں گا کہ اس جگہ ایک انسان کے بجائے ایک بھیڑیے کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کا چہرہ بالکل انسان جیسا تھا اور دھڑکی بھیڑیے کا۔ اچانک جسم کی اس تبدیلی کا راز کیا تھا یہ تو خدا ہی جانے لیکن پھر اس دن کے بعد وہ چار آنکھوں والی بدروح نہ تو کسی کو نظر آئی اور نہ ہی اس کی وجہ سے گاؤں کا اور کوئی شخص ہی پریشان ہوا۔

## عجیب و غریب فارمولے

مرگی دور کرنے کا: اگر سیاہ کتے کے بال مرگ والے کے باندھ دیں تو مرض رفع ہو۔

چہرے کا چمکدار ہونا: اگر بطن کا گوشت بکثرت استعمال کریں تو قوتِ باہ میں اضافہ ہو اور چہرہ بھی روشن ہو جائے بطن کے انڈے کھانے سے بھی قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

دشمنی کا ذریعہ: اگر طوطے کا خون خشک کر کے پیس کر جن دو آدمیوں کے درمیان دانستگی میں چھڑک دیں تو ان میں دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

دشمنی کیلئے: اگر کسی عورت اور مرد میں دشمنی کرانی ہو تو مرد کا پہنا ہوا کپڑا اور عورت کے کنگھی کئے ہوئے بال لیکر ایک ساتھ جلا کر راکھ کر لیں۔ پھر لاطی میں دونوں کو یہ راکھ کسی بھی چیز میں ڈال کر کھلا دیں۔ دونوں میں دشمنی پیدا ہوگی۔

دل عزیز کیلئے: اگر بہتہ کو کسی اسماعیل نامی شخص کے دروازے پر بچ کر کے اور اس کے خون کو شکر اور اٹن کے ہمراہ ملا کر منہ پر مل لے تو ہر دیکھنے والا محبت کرنے پر مجبور ہوگا۔



# تنگی اور فلسفے کی اسباب

- نافع الملائق میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ① کنگھی کھڑے ہو کر کمرے فرزندار ہو جائے ② اور جو شخص کھانے کو کھانے سے پہلے سو نلکھے اس کی خیر برکت جاتی رہے ③ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں خیانت و چوری ہو اس گھر میں برکت نہیں ہوتی۔
- ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خاص احباب کی مجلس میں یہ فرمایا کہ نو باتوں سے محتاجی پیدا ہوتی ہے۔
- ① مکاری کا جالا گھر میں لگے رہنے سے ② جھوٹی قسم کھانے سے ③ زنا کرنے سے ④ طمع سے ⑤ مغرب عشاء کے درمیان سونے سے ⑥ گناہ جانا سننے سے ④ سائل کو اکثر محروم واپس کر دینے سے ⑧ تقدیر پر یقین نہ رکھنے سے ⑨ رشتے داروں سے برا سلوک کرنے سے۔
- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو بد دعامت دو — جو شخص اپنی اولاد کو بد دعایتا ہے وہ محتاجی اور افلاس میں مبتلا ہو کر رہتا ہے ● حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں محتاجی کا سبب ہیں۔
- ① مُردے کے قریب کھانا، کھانا ② لنگی یا پانچا کھڑے ہو کر پہننا ③ بیٹھ کر لکڑی باندھنا ④ جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا ⑤ پوشیدہ بالوں کو تنچی سے کاٹنا ⑥ ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی پینا ⑦ جوتے یا چپل کا ٹکڑا جان بوجھ کر دیکھنا ⑧ نماز میں شستنی کرنا ⑨ لوگوں سے بد اخلاقی سے پیش آنا ⑩ بات بات پر جھوٹ بولنا۔
- ایک حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ تین آدمی ہمیشہ روزی کی تنگی میں مبتلا رہتے ہیں۔
- ① ماں باپ کی نافرمانی کرنے والی اولاد ② شوہر کے ساتھ خیانت کرنے والی عورت ③ پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا، مندرجہ ذیل تمام باتیں محتاجی اور مفلسی کا سبب ہوتی ہیں۔
- ① روتی ٹکڑے میں پھینکنا ② روتی پڑی دیکھنا اور اٹھا کر اسے محفوظ جگہ نہ رکھنا ③ ہاتھ منہ آستین سے صاف کرنا ④ ماں باپ کا دل دکھانا ⑤ ماں باپ کو کچھ نہ دینا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا ⑥ استاد کی بے ادبی کرنا ⑦ صبح کے وقت سونا ⑧ کوڑا کرکٹ گھر میں رکھنا ⑨ سڑا ہوا کھانا، کھانا ⑩ ہاتھ منہ دروازے پر بیٹھ کر دھونا ⑪ بنیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا ⑫ وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا ⑬ وضو کے بعد عبادت سے پہلے دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو جانا ⑭ پیشاب کی جگہ پر وضو کرنا۔
- ⑮ بنیر وضو قرآن پڑھنا ⑯ لہسن، پیاز کے چھلکے آگ میں ڈالنا ⑰ تکبر کا مظاہرہ کرنا ⑱ ماں باپ کا نام نیکر پکارنا ⑲ بدن پر پہنے ہوئے کپڑے کو سینا یا سلوانا۔ ⑳ فقروں سے مانج خریدنا ㉑ ٹوٹا ہوا کنگھیا کنگھی بالوں میں کرنا ㉒ ناخن کو دانستے کترنا ㉓ سجدہ تلاوت میں تاخیر کرنا ㉔ رات کو بالکل عریاں یا نیم عریاں سونا ㉕ رات کو گھر میں بالکل اندھیرا رکھنا۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو غسل کی حاجت ہے اسے چاہیے کہ کچھ کھانے پینے سے پہلے وضو ضرور کر لے ورنہ اندیشہ ہے کہ محتاج نہ ہو جائے۔
- بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کپڑوں سے خواہ وہ میلے ہوں گرد جھاڑنا یا جھاڑ دینا بُرا ہے اور اس سے فقر و فاقہ پیدا ہوتا ہے، اسی طرح رات کو جھاڑ دینے سے بھی محتاجی آتی ہے ● نا محرم عورتوں اور مردوں سے اختلاط رکھنے سے بھی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں اور افلاس جنم لیتا ہے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْخَوَابِ)



خواجہ شمس الدین اعظمی

# رنگ اور روشنی سے علاج

پراسرار رنگ پر اثر انداز ہوتی ہیں روشنیوں کا مشہد کیا ہے۔ اس کا بالکل صحیح علم انسان کو نہیں ہے۔ قوس قزح کا جو فاصلہ بیان کیا جاتا ہے وہ زمین سے تقریباً نو کروڑ میل ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو رنگ ہیں اتنے قریب نظر آتے ہیں وہ نو کروڑ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اب یہ سمجھنا مشکل کام ہے کہ سورج کے اور زمین کے درمیان علاوہ کروڑوں کے اور کیا چیزیں موجود ہیں جو فضا میں تحلیل ہو رہی ہیں۔ جو کہیں سورج سے ہم تک منتقل ہوتی رہتی ہیں ان کا چھوٹے سے چھوٹا جزو فوٹان (PHOTON) کہلاتا ہے اور اس فوٹان کا ایک وصف یہ ہے کہ اس میں سے اسپیس (SPACE) نہیں ہوتا۔ اسپیس سے مراد ذاتی سینشن (DIMENSION) ابعاد ہیں یعنی اس میں لمبائی چوڑائی موٹائی نہیں ہے اس لئے جب یہ کروڑوں کی شکل میں پھیلتے ہیں تو نہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں نہ ایک دوسرے کی جگہ لیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ جگہ نہیں روکتے اس وقت تک جب تک کہ دوسرے رنگ سے ٹکرائیں۔ یہاں دوسرے رنگ کو پھر سمجھئے۔

فضا میں جس قدر عناصر موجود ہیں ان میں سے کسی عنصر سے فوٹان کا ٹکراؤ ہی اسے اسپیس دیتا ہے۔ دراصل یہ فضا کیا ہے؟ رنگوں کی تقسیم ہے۔ رنگوں کی تقسیم جس طرح ہوتی ہے وہ اکیلے فوٹان کی زد سے نہیں ہوتی بلکہ ان مخلوق سے ہوتی ہے جو فوٹانوں سے بنتے ہیں جب فوٹانوں کا ان مخلوقوں سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو اسپیس یا رنگ وغیرہ کئی چیزوں بن جاتی ہیں۔

**کھکشانی نظام اور دو کھرب سورج** سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کروڑوں کھکشانی نظام اور دو کھرب سورج میں یہ حلقے کیسے پڑے؟ ہمیں یہ تو علم ہے کہ ہمارے کھکشانی نظام میں بہت سے اشاریہ سورج ہیں، وہ کہیں نہ کہیں سے روشنی لاتے ہیں ان کا درمیانی فاصلہ کم سے کم پانچ سو سال بتایا جاتا ہے۔ جہاں انکی روشنیاں آپس میں ٹکراتی ہیں وہ روشنیاں چونکہ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اس لئے حلقے بنا دیتی ہیں جیسے ہماری زمین یا اور سیارے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج سے یا کسی اور اشارے سے جن کی تعداد ہمارے کھکشانی نظام میں دو کھرب بتائی جاتی ہے، ان کی روشنیاں سکھوں کی تعداد پر مشتمل ہیں اور جہاں ان کا ٹکراؤ ہوتا ہے وہیں ایک حلقہ بن جاتا ہے جسے سیارہ کہتے ہیں۔

**زندگی اور رنگ** انسان نے ایک رنگ کی تقریباً ساٹھ قسمیں معلوم کی ہیں۔ ان میں بہت تیز نگاہ والے ہی اختیار کر سکتے ہیں جس چیز کو اس کی نگاہ محسوس کرتی ہے، اس کو رنگ، روشنی، جواہرات اور آخر میں کم بیش پانی سے تعبیر کرتا ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ آسمانی رنگ کیا ہے؟ کس طرح بنتا ہے؟ آیا وہ صرف خیالی ہے یا کوئی حقیقت ہے۔ بہر کیف انسان کی نگاہ اسے محسوس کرتی ہے اور اسے جو نام دیتی ہے وہ آسمانی ہے۔

جب فضا گرد و غبار سے بالکل پاک ہوتی ہے تو آسمانی رنگ کی شمایں اپنے مقام کے اعتبار سے رنگ بدلتی ہیں۔ مقام سے مراد وہ فضا ہے جس کو انسان بلندی، پستی، وسعت اور زمین سے قربت یا دوری کا نام دیتا ہے۔ یہی حالات آسمانی رنگ کو ہلکا، گہرا اور زیادہ گہرا، زیادہ ہلکا یہاں تک کہ مختلف رنگوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

عد نگاہ سے زمین کی طرف آئے تو آپ کو نیلے رنگ کی لاتعداد رنگیرے شمایں ملیں گی۔ یہاں اس لفظ رنگ کو "قسم" کہا جاسکتا ہے۔ دراصل قسم ہی وہ چیز ہے جو ہماری نگاہوں میں رنگ کہلاتی ہے یعنی رنگ کی قسمیں، صرف رنگ نہیں بلکہ رنگ کے ساتھ فضا میں اور بہت سی چیزیں لی ہوئی ہوتی ہیں وہ اس میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں۔ اسی چیز کو "قسم" کے نام سے بیان کرنا ہمارا اشارہ ہے۔

رنگ کا جو منظر ہم نظر آتا ہے اس میں روشنی، اکسین، گیس، نامٹروجن گیس اور قدرے دیگر گیس (GASES) بھی شامل ہوتی ہیں۔ ان گیسوں کے علاوہ کچھ گیسے (SHADES) بھی ہوتے ہیں جو ہلکے ہوتے ہیں یا دبیز، کچھ اور بھی اجزاء اسی طرح آسمانی رنگ میں شامل ہو جاتے ہیں ان ہی اجزاء کو ہم مختلف قسمیں کہتے ہیں مختلف رنگوں کا نام دیتے ہیں لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ انہیں ہلکے اور دبیز سیاروں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

جس فضا سے ہمیں رنگ کا فرق نظر آتا ہے اس فضا میں نگاہ اور عد نگاہ کے درمیان باوجود مطلع صاف ہونے کے بہت کچھ موجود ہوتا ہے۔

**فوٹان اور الیکٹران** اہل ہم ان روشنیوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو فضا میں



اب لوٹان میں آپس میں پیدا ہو جاتا ہے اور آپس کے چھوٹے سے چھوٹے ذائقے ایکٹران کہتے ہیں جہاں لوٹان اور ایکٹران دونوں نکلتے ہیں وہیں سے لگاہ رنگ دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ رنگ کیا ہے؟ کیونکہ؟ لگاہ کیا ہے؟ لگاہ کی تیزی کیا ہے؟ اور کیوں ہے اس سے اس بحث نہیں۔

**دو پیروں اور چار پیروں سے چلنے والے جانور**  
 پیروں سے چلنے والا ہے اور دو پیروں سے چلنے والا ہے۔ اڑنے والا جانور اور تیرنے والا جانور بھی چار پیروں سے چلنے والے جانوروں میں شامل ہے اس لئے کہ وہ پھر بھی استعمال کرتا ہے اور پھر بھی تیرا اس کے اڑنے کی صورت بھی وہی ہوتی ہے جہاں پھر سے چلنے والے جانور کی ہوتی ہے۔ دو پیروں سے چلنے والا جانور آدمی ہے۔ چار پیروں سے چلنے والا جانور اڑنے والا جانور تیرنے والا جانور فلسفاتی رنگ کو تمام جسم میں یکساں قبول کرتے ہیں اسی وجہ سے عام طور پر ان میں جیت کام کرتا ہے۔ فکر کام نہیں کرتی یا زیادہ سے زیادہ انہیں سکھایا جاتا ہے لیکن وہ بھی فکر کے دائرے میں جس آنا۔ جن چیزوں کی انہیں اپنی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے صرف ان چیزوں کو قبول کرتے ہیں ان میں زیادہ غیر ضروری چیزوں سے یہ واسطہ نہیں رکھتے جن چیزوں کی انہیں ضرورت ہوتی ہے ان کا خلق زیادہ تر آسمانی رنگ کی لہروں سے ہوتا ہے۔

دو پیروں سے چلنے والا جانور یعنی آدمی سب سے پہلے آسمانی رنگ کا مخلوق یعنی پہلے سے بنے رنگوں کو اپنے بالوں اور سر میں قبول کرتا ہے اور اس رنگ کا مخلوق جو پست ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جتنے خیالات کیفیات اور موسسات وغیرہ اس رنگ کے مخلوق سے اس کے دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی متاثر ہوتا ہے۔ دماغ میں محروم خائے ہوتے ہیں اور ان میں سے برقی زوگرتی رہتی ہے۔ اسی برقی زوگرتی کے ذریعہ خیالات، شعور اور حرکت الشعور سے گزرتے رہتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ لا شعور میں۔

دماغ کا ایک خادہ ہے جس میں برقی زوگرتی رہتی ہے اور تقسیم کرتی دیکھتے ہیں، یہ لوگوں کو بہت ہی زیادہ تارک ہوتا ہے یا بہت ہی زیادہ چمکدار۔ ایک دوسرا خادہ ہے جس میں کچھ اہم باتیں رہتی ہیں لیکن وہ اتنی اہم نہیں ہوتیں کہ ساہا سال گزرنے کے بعد بھی یاد آجائیں، ایک تیسرا خادہ اس سے زیادہ اہم باتوں کو جذب کر لیتا ہے، وہ بشرط موقع کبھی بھی یاد آجاتی ہیں، ایک چوتھا خادہ معمولات کا (KARUNIC CHORDS) ہے جس کے ذریعے آدمی مل کرتا ہے لیکن اس میں ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ پانچواں خادہ ہے جس میں گری ہوئی باتیں آجائیں یاد آجاتی ہیں جن کا انداز کے آپس کے تار و پود سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ششام ہے کہ ایک بات یاد آتی، دوسری بات ساتھ ہی ایسی یاد آتی جس سے پہلی بات کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا، ایک چشما خادہ ایسا ہے جس کی یا تو کوئی بات یاد نہیں آتی اور

اگر یاد آتی ہے تو فوراً اس کے ساتھ ہی عمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کسی پرستہ کا خیال آیا خیال آتے ہی وہ فوراً پرستہ مانتے ہے، ساتواں خادہ اور ہے جس کو عام اصطلاح میں مانتہ (MANTHA) کہتے ہیں۔

دماغ میں مخلوق آسمانی رنگ سے ہے اور پست ہوتے سے خیالات، کیفیات، موسسات وغیرہ برابر ملے رہتے ہیں، اس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ اس رنگ کے سامنے ہلکے بھاری یعنی طرح طرح کے اپنا اثر کم بیش پیدا کرتے ہیں اور فوراً اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ دوسرے سامنے ان کی جگہ لے سکیں، بہت سے سامنے چھوڑ لائے جگہ چھوڑ دی ہے۔ موسسات بن جاتے ہیں اس لئے کہ وہ گہرے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے خیالات کی صورتیں مستحضر ہوجاتی ہیں۔ رفتہ رفتہ انسان ان خیالات کو ملانا سیکھ لیتا ہے ان میں سے جن خیالات کو بالکل کاٹ دیتا ہے۔ وہ فکد ہوجاتے ہیں اور جذبہ کر لیتا ہے وہ عمل بن جاتے ہیں۔ یہ سامنے اسی طرح کام کرتے رہتے ہیں، انہیں ساریوں کے ذریعہ انسان رنج و راحت حاصل کرتا ہے۔ کبھی وہ رغبتہ اور بہت رغبتہ ہوجاتا ہے، کبھی وہ خوش اور بہت خوش ہوجاتا ہے۔ یہ سامنے جس قدر موسم سے خارج ہو سکتے ہیں ہوجاتے ہیں لیکن جتنے جسم کے اندر پست ہوجاتے ہیں وہ اعصابی نظام بن جاتے ہیں۔

آدمی دو پیروں سے چلنے والے سب سے پہلے ان ساریوں کا اثر اس کا دماغ قبول کرتا ہے، دماغ کی چند حرکات میں جن سے وہ اعصابی نظام میں کام لینا ہے۔ نیز کچھ خاصہ معنی ام الذیاع اور حرام مغز اس اعصابی نظام میں خاص کام کرتا ہے، رنج و خوشی دونوں سے اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے رنج و خوشی اصل ہلکی کی ایک رو ہے جو دماغ سے داخل ہو کر تمام اعصاب میں سما جاتی ہے یہ لہریں دو پیروں سے چلنے والے جانور کے دماغ میں داخل ہوتی ہیں۔ ان لہروں کا وزن تجزیہ، لہذا ہر رنگ بالکل یکساں نہیں ہوتا بلکہ جگہ جگہ تقسیم ہوتا ہے اور اس تقسیم کار میں وہ لہروں کے کچھ سامنے زیادہ جذب کرتا ہے اور کچھ سامنے کم انسان کے دماغ میں لاشار نظیے (LASHAR) بھی کام کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان لاشار نظیوں میں سامنے کی لہریں جو فضا سے تھیں وہ اپنے اثرات کو برقرار رکھیں، کبھی ان کے اثرات بہت کم رہ جاتے ہیں، کبھی ان کے اثرات بالکل نہیں رہتے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ یہ تمام نظیے جو دماغ سے تعلق رکھتے ہیں کسی وقت خالی نہیں رہتے کبھی ان کا رخ ہوا کی طرف زیادہ ہوتا ہے کبھی پانی کی طرف، کبھی غذا کی طرف اور کبھی تنہا روشنی کی طرف، اسی روشنی سے رنگ اور رنگوں کی ملاوٹی شکلیں بنتی ہیں۔ اور خرمچ ہوتی رہتی ہیں۔

**چہرہ میں فلم**  
 اگر انسان دماغ سے کام لے تو چہرے پر طرح طرح کے رنگ نظر آتے ہیں۔ ان رنگوں میں سب سے زیادہ نمایاں آنکھوں کا رنگ اور جواس کی زد ہوتی ہے، اگرچہ آنکھیں بھی جواس میں شامل ہیں لیکن یہ ان چیزوں کا جو باہر سے دیکھتی ہیں زیادہ اثر قبول کرتی ہیں، بہت سے باہر کے عکس آنکھوں

وہ طے کام کرتے ہیں جو دوسرے ستاروں سے آئے ہیں وہ طے چھوٹے سے چھوٹے ہوتے ہیں، اس قدر چھوٹے کہ دور میں بھی انہیں نہیں دیکھ سکتی لیکن ان کے تاثرات عمل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، انسان کے اعصاب میں وہی حرکات بنتے ہیں اور انہی کی زیادتی یا کمی اعصابی نظام میں غلغل پیدا کرتی ہے۔

**رنگوں کا فرق**  
 ان رنگوں کا فرق بھی ہمیں سے شروع ہوتا ہے، پہلا آسمانی رنگ بہت ہی کمزور قسم کا دم پیدا کرتا ہے، یہ دم دماغی فضا میں تشکیل ہوجاتا ہے اس طرح کہ ایک ایک لہریں میں درجنوں آسمانی رنگ کے فرق ہوتے ہیں یہ فرق الگ الگ تاثرات رکھتے ہیں۔ وہ ہم کی پہلی زوفا میں کرہیت ہی کمزور ہوتی ہے، جب یہ زوفا یاد سے زیادہ چمک ہوجاتی ہیں، اس وقت ذہن اپنے اندر ہم کو محسوس کرنے لگتا ہے یہ دم اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ اگر جنش نہ کرے اور ایک جگہ مرکوز ہوجائے تو آدمی نہایت تندرست رہتا ہے اسے کوئی اعصابی کمزوری نہیں ہوتی کہ اس کے اعصاب صحیح سمت میں کام کرتے ہیں، اس زوفا کا اندازہ بہت ہی ڈھل ہوتا ہے، اگر یہ زوفا کسی ایک زوفا پر یا کسی ایک سمت میں یا کسی ایک رخ پر مرکوز ہوجائے اور بخوبی دیر بھی مرکوز رہے تو درد راز تک اپنے اثرات مرتب کرتی ہے، انسان کو اس زوفا کے ذریعے متاثر کیا جاسکتا ہے۔ ٹیل میچی کا اصل اصول یہی ہے کہ وہ ہم ان چیزوں کو بھی متاثر کرتا ہے جو ذی روح نہیں سمجھی جاتیں۔

سب سے پہلا اثر اس کا دماغی اعصاب پر ہوتا ہے، یہاں تک کہ دماغ کے لاکھوں نظیے اس کی چوٹ سے متاثر ہوجاتے ہیں، اب دماغی نظیے جو باقی رہتے ہیں وہ ام الذیاع کے ذریعے اسپائنل کورڈ (SPINAL CORD) میں اپنا تصرف لے جاتے ہیں، یہی وہ تصرف ہے جو باریک ترین ریشوں میں تقسیم ہوتا ہے، اس تصرف کے پھیلنے سے حواس بنتے ہیں، ان میں سب سے پہلی جس لگاہ کی ہے، آنکھ کی پل پر جب کوئی کس پڑتا ہے تو وہ اعصاب کے باریک ترین ریشوں میں ایک حساسیت پیدا کر دیتا ہے، یہ ایک مستقل برقی زد ہوتی ہے، اگر اس کا رخ صحیح ہے تو آدمی بالکل موت مند ہے، اگر اس کا رخ صحیح نہیں ہے تو دماغ کی فضا کا رنگ گہرا ہوجاتا ہے اور گہرا ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ دماغ میں کمزوری پیدا ہوجاتی ہے اور اعصاب اس رنگ کے برعکس کو برداشت نہیں کر سکتے، آخر میں یہ رنگ اتنا گہرا ہوجاتا ہے کہ اس میں تبدیلیاں واقع ہوجاتی ہیں، مثلاً آسمانی رنگ سے نیلا رنگ بن جاتا ہے، درمیان میں جو سرخ نظیے ہیں وہ بے اثر نہیں ہیں۔ سب سے پہلے سرخ کے زیر اثر آدمی کچھ دیکھ ہوجاتا ہے، اس طرح یکے بعد دیگرے سرخے رونما ہوتے ہیں، رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے اور دم کی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں، باریک ترین ریشے بھی اس تصرف کا اثر قبول کرتے ہیں، اب کیفیت مختلف اعصاب میں مختلف شکلیں پیدا کر دیتی ہے، باریک اعصاب میں بہت ہلکی اور معمولی اور توند اعصاب میں مضبوط اور طاقتور، اسی طرح یہ سرخے گہرے نیلے رنگ میں تبدیلیاں شروع کر دیتے ہیں۔

**رنگوں کے خواص**  
 اب ہم ہلکے نظیے اور گہرے نیلے رنگ کے خواص بیان کرتے

کے ذریعہ اندرونی دماغ کو متاثر کرتے ہیں، اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ حواس سنا نہ ہوجاتے ہیں یا افسردہ ہوجاتے ہیں، کمزور ہوجاتے ہیں یا طاقتور، انہی باتوں پر فاضی کام کا انحصار ہے، رفتہ رفتہ ہی دماغ کا کام اعصاب میں سرایت کر جاتا ہے، جو کچھ بھی کام کرتا ہے اور غلط بھی۔

دماغی لہروں سے چہرہ پر اتنے زیادہ اثرات آجاتے ہیں کہ ان سب کا پھر بھی مشکل ہے پھر بھی ایک فلم چہرے میں ملتی رہتی ہے جو اعصاب میں منتقل ہونے والے نظیوں کا پتہ دیتی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ رنگوں کی تعداد بہت ہے اور ان کی افادیت بہت زیادہ ہے۔

**آسمانی رنگ کیا ہے؟**  
 آسمانی رنگ فی الحقیقت کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ ان کڑوں کا مجموعہ ہے جو ستاروں سے آتی ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کبھی بھی ان ستاروں کا فاصلہ پانچ دسی سالوں سے کم نہیں ہے ایک کرن ایک لاکھ چھاسی ہزار دو سو یا سی میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے، اس طرح زوری سال کا مساب لگا یا جاسکتا ہے۔

ہر ستارہ کی روشنی سفر کرتی ہے اور سفر کر کے دور ان ایک دوسرے سے ٹکراتی ہے، ان میں ایک کرن کا کیا نام رکھا جائے، یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے، نہ انسان کرن کے رنگ کو آنکھوں میں جذب کر سکتا ہے نہ کرنیں مل جل کے جو رنگ بناتی ہیں، نہ تارک ہوتا ہے اور اس تاریکی کو لگاہ آسمانی محسوس کرتی ہے، انسان کے سر میں اس کی فضا سرایت کر جاتی ہے۔ نتیجے میں وہ لائقہ نظیے جو انسان کے سر میں موجود ہیں اس فضا سے محسوس ہوجاتے ہیں اور یہاں تک محسوس ہوتے ہیں کہ ان نظیوں میں بعض کیفیات کے علاوہ کوئی کیفیت سما نہیں سکتی، یا تو ہر نظیے کی ایک کیفیت ہوتی ہے یا کئی نظیوں میں مماثلت پائی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے ایک دوسرے کی کیفیات حاصل ہوجاتی ہیں لیکن یہ اس طرح کی خصوصیت نہیں ہوتی کہ بالکل مدغم ہوجائے بلکہ اپنے اپنے اثرات بیکر غلط ہوجاتی ہے اور اس طرح دماغ کے لائقہ نظیے ایک دوسرے میں پیوست ہوجاتے ہیں اور یہاں تک پیوست ہوتے ہیں کہ ہم کسی نظیے کا عمل یا اثر ان ایک دوسرے سے الگ جیسی کر سکتے بلکہ وہ مل جل کر دم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ انسان تو بہانی جانور ہے تو بے جا نہیں ہوگا، نظیوں کی یہ فضا تو بہان کہہ سکتی ہے یا خیالات یا موسسات، یہ تو بہانی فضا دماغی ریشوں میں سرایت کر جاتی ہے ایسے رہنے جو باریک ترین ہیں۔

خون کی گردش رفتار ان میں تیز ہوتی ہے، اسی گردش رفتار کا نام انسان ہے، خون کی نوعیت اب تک جو کچھ سمجھی گئی ہے لی الوافضی اس سے کافی حد تک مختلف ہے۔ آسمانی فضا سے جو تاثرات دماغ کے اوپر مرتب ہوتے ہیں، وہ ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور حقیقت میں ان کو تو بہان یا خیالات کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا، جب آسمانی رنگ کی فضا خون کی زد میں جاتی ہے تو اس کے اندر



آنکھ کے پردہ پر مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں۔

آنکھ کے پردوں پر جو عمل ہوتا ہے وہ غلیے کے اندر پہنے والی زد سے منکھ ہے۔ آنکھ کی جس جس قدر تیز ہوتی ہے۔ اتنا ہی زد میں امتیاز کر سکتی ہے لیکن پھر بھی غلیوں کی زد کا آپس کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے نگاہ کے پردے متاثر ہوتے ہیں اور ان میں ساٹھ سے زیادہ رنگ تک امتیاز ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد برقی زد سے امداد لینا پڑتی ہے بالکل اس طرح جس طرح کان کی دیولینگتھ کو چار سو سے کم یا سو سو سے بڑھا کر کی جاتی ہے۔

ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کوئی شخص ساٹھ رنگ سے زیادہ قبول نہ کرے یا اس سے کم پر اکتفا کرے۔ لیکن یہ بات یہاں بتانا اس لئے ضروری ہے کہ دماغی غلیوں سے اوزان کی برقی زد سے تمام اعصاب کا تعلق ہے۔ تمام اعصاب پر اس کا اثر پڑتا ہے جیسا کہ ہم نے تذکرہ کیا ہے کہ کان کی دیولینگتھ برقی زد کے ذریعہ چار سو سے کم یا سو سو سے زیادہ کی جاسکتی ہے۔ اس کے معنی یہ بھی نکلتے ہیں کہ جسم مستقل برقی زد میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ برقی زد کتنے قسم کی ہے۔ کتنی تعداد پر مشتمل ہے۔ اس کا شمار کیا ہے، آدمی کسی ذریعہ سے گن نہیں سکتا، البتہ یہ برقی زد دماغی غلیوں کے تصرف سے باہر آتی ہے تو طرح طرح کے رنگوں کا جال آنکھوں کے سامنے لاتی ہے علاوہ آنکھوں کے چمکنے کی جس، سو گننے کی جس سوچنے کی جس، بولنے کی جس، اور چھونے کی جس وغیرہ اسی سے بنتی ہے۔

وغیرہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ جنس تعداد میں اتنی ہی ہیں بلکہ یقیناً اور بہت سی جنس ہیں جو انسان کے علم میں نہیں ہیں۔

## گناہ

ایک نیک فطرت اور پاکباز عورت کا خاوند سنار تھا۔ اس کے گھر میں پانی بھر کیلے ایک ستر مقرر تھا جو تین برس سے اس کے گھر پانی بھر کرتا تھا۔ مگر کبھی اُس نے اس باعزت عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن ستر پانی لے کر گھر آیا تو اس باعزت کو اکیلا پاکر اس کی طرف بڑھا اور اس کی کلاسیاں پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔ عورت نے بھاگ کر دروازہ بند کر لیا۔ ستر چلا گیا اور اس عورت کا خاوند جب گھر آیا تو عورت نے کہا آج یقیناً آپ کے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے۔ شوہر نے کہا۔ اور کوئی گناہ تو مجھ سے سرزد نہیں ہوا البتہ ایک عورت آج مجھ سے گلن خریدنے آئی تھی۔ میں اس کی نازک اور خوبصورت کلاسیاں پکڑ کر بے صبر ہو گیا تھا اور اُس کی کلاسیاں پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ عورت کلاسیاں چھڑوا کر دہاں سے بھاگ گئی۔ عورت نے خاوند کی گفتگو سن کر کہا ٹھیک تمہاری زیادتی کا بدلہ تمہاری بیوی سے لے لیا گیا۔ جیسا کہ تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بیوی سے ناشائستہ سلوک کیا اسی طرح تیری بیوی کے ساتھ ہوا۔ صبح ہوئی تو وہی ستر اس عورت سے معافی مانگنے آیا۔ عورت نے کہا، اس میں تیرا قصور نہیں۔ میرے ہی خاوند کی نیت بگڑ گئی تھی۔

مرسلہ:- نذیر الحق شمس کے گھر جو خواں رام پور

ہمیں سب سے پہلے نیلے رنگ کا اثر دماغی غلیوں پر پڑتا ہے۔ اگرچہ دماغی غلیوں کا رنگ ہلکا نیلا الگ الگ ہوتا ہے۔ لیکن ان غلیوں کی دیواریں ہلکی اور موٹی ہوتی ہیں پھر ان میں رنگوں کے چھاننے کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ایک غلیہ اپنے ہلکے نیلے رنگ کو جب چھانتا ہے تو اس رنگ میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس طرح لاکھوں غلیے ملکر اپنا تصرف کرتے ہیں۔ تصرف کا مطلب یہ ہے کہ ایک فلسفی ان غلیوں کو اور ان غلیوں کے تمام تصرفات کو ایک ہی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام غلیوں کا تصرف یکجا ہو کر ایک تخیل بن جاتا ہے۔ اب تصرف کا اختلاف قسم قسم کے فلسفے تخلیق کرتا ہے اور ان کی تخلیقات یہاں تک ہوتی ہیں کہ وہ اکثر ایک عملی شکل اختیار کر لیتی ہیں پھر اسی علم کے اندر اختلافات پیدا ہونے لگتے ہیں جس سے بحث کی باریکیاں نکل آتی ہیں مثلاً اس کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ یہ اختلاف ایک دوسرے فلسفہ کا مخالف فلسفہ بن جاتا ہے پہلے لائل میں معمولی اختلافات ہوتے ہیں۔ پھر یہی معمولی اختلافات بڑھ کر غیر معمولی ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اس تصرف کا کرشمہ ہے جو غلیوں کا رنگ بدلنے سے ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ان غلیوں کا رنگ اتنا تبدیل ہو جاتا ہے کہ نگاہ انہیں بالکل سُرخ، سبز، زرد وغیرہ رنگوں میں دیکھنے لگتی ہے۔ اس لئے کہ باہر سے جو روشنیاں جاتی ہیں ان میں اسپیس (SPACE) نہیں ہوتا۔ بلکہ غلیوں کے تصرف سے اسپیس بنتا ہے غلیوں کا تصرف جب اسپیس بناتا ہے تو آنکھوں کے ذریعہ باہر سے جانے والی کروں کو الٹ پلٹ کر دیتا ہے نتیجہ میں رنگوں کی تبدیلیاں یہاں تک واقع ہوتی ہیں کہ وہ ساٹھ سے زیادہ تک گنے جاسکتے ہیں۔

مثلاً سُرخ رنگ کو لیجئے۔ غلیے ان پر اتنا تصرف کرتے ہیں کہ ذرات مل کر آنکھوں کے پردوں پر اپنی تیزی پھینکتے ہیں۔ یہ تیزی ایک دوسرے میں غلط ملط ہونے کے بعد سُرخ رنگ نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح غلیوں کا اور تصرف ہوتا ہے مثلاً رنگ تبدیل ہو کر سبز ہو جاتے ہیں۔ زرد ہو جاتے ہیں۔ نارنجی ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور کتنے ہی رنگ بدل جاتے ہیں۔ ان رنگوں میں عجیب عجیب تاثرات ہیں۔ یہی رنگ مل کر اس بناتے ہیں۔ مثلاً سینے کے حواس بہت سارے غلیوں کے عمل سے ترتیب پاتے ہیں۔

ہمارے ارد گرد بہت سی آوازیں بھیلی ہوتی ہیں۔ ان کے قطر بہت چھوٹے اور بہت بڑے ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں دیولینگتھ (wave length) کہتے ہیں۔

سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ چار سو قطر سے نیچے کی آوازیں آدمی نہیں سن سکتا۔ ایک ہزار چھ سو قطر سے زیادہ ادنیٰ آوازیں بھی آدمی نہیں سن سکتا چار سو دیولینگتھ (wave length) سے نیچے کی آوازیں برقی زد کے ذریعہ سنی جاسکتی ہیں اور ایک ہزار چھ سو دیولینگتھ کی آوازیں بھی بجز برقی زد کے مستنا ممکن نہیں۔ یہ ایک قسم کی جس کا عمل جو دماغی غلیے بناتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ سب آسمانی رنگ کے تاثر سے ہوتا ہے۔ یہ رنگ غلیوں میں غلیوں کی بساط کے مطابق عمل کرتا ہے بتانا یہ مقصود ہے کہ آسمانی رنگ جو فی الواقع ایک برقی زد ہے، دماغی غلیوں میں آنکے بعد اسپیس بن جاتا ہے۔ یہ اسپیس بے شمار رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے اور یہی رنگ



# پیاز کے فائدے

ہندوستان کا کول

یہ قبض کشاد ہوتا ہے۔ بھوک لگاتی ہے اور باضمہ کو بڑھاتا ہے، تلی کے درم کو کم کرتا ہے۔ ریح کو تحلیل کرتا ہے۔ پیشاب سے سنگ (پتھری) نکالتی ہے۔ قوت باہ کیلئے فائدہ مند ہے۔ پیشاب اور حوض کو جاری کرتا ہے۔ پیاز کیلشیم پوٹاشیم سوڈیم سیلفر اور فولاد کی کمی کو پورا کرتا ہے۔

یرقان کو فائدہ دیتا ہے۔

پیاز کی بو اگر ختم نہ ہو تو دھنیا چبانا چاہئے ہر وقت اپنے پاس رکھنے سے پلنگ کی بیماری نہ ہوگی۔

اس کے استعمال سے تپ دق بیماری کے جراثیم

ہلاک ہو جاتے ہیں

اگر کچا کھایا جائے تو منہ کے جراثیم ہلاک اور خستہ ہو جاتے ہیں۔

پیاز کا عرق، عرق ادراک اور شہد سے ملا کر چاٹنے سے قوت باہ بڑھتی ہے۔

پیاز کا عرق رادفارش میں نافذ ہے۔

سفید پیاز کا عرق اگر ناک میں مرگ کے دور کے مریض کو ٹپکائیں گے تو ایسے مریض کو آرام ہوگا۔

پیاز کا مناسب مقدار میں کھانا باضمہ طعا ہے۔ یہ معدہ کو قوت دیتا ہے۔

پیاز کا عرق پلانے سے بچوں کے پیٹ کے کڑے مر جاتے ہیں اور بد ہضمی دور ہو جاتی ہے۔

اگر پیاز ہلکا ملا کر کھائیں تو درد پسلی کو آرام ملتا ہے۔ اس کے کھانے سے رنگ صاف ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ مردانہ طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

سنگ پیاز کا سفوف تازہ دہی میں ملا کر کھانے سے تکلیف دہ پیش دور ہوتی ہے۔

سینے میں جمے ہوئے بلغم کے اخراج کیلئے پیاز باریک کتر کر کسی صینی یا شیشے کی پلیٹ میں رکھ کر ادھر سے شکر تھپڑک دیں اور اسے کچھ تر چار رکھیں اور تھوڑی دیر بعد جو پانی نکلے اس کے پینے سے بلغم دور اور خارج ہوتی ہے۔ سینہ صاف ہو جاتا ہے۔

پیاز کی پوٹلی بنا کر پھوڑوں، چوٹوں اور زخموں پر باندھی جاتی ہے۔ اس کا رس سنگھلنے سے بچوں کے بیہوشی دور دس کر کیلئے آرام دہ ہے۔ اس کے کھانے سے بینائی کی کمی دور ہوتی ہے۔

پیاز کا سفید رس، دو چمچ شہد اور دو چمچ کے ساتھ ملا کر صبح چائنا چلے تو دوسرے کے مریض کیلئے اکسیر دوا ہے۔



## انگیوں کی علامت اور نوشتہ تقدیر

**انگیوں کے جوڑ** | انگیوں کے جوڑوں میں جو رکھائیں عرض رو بہ مانند داد جو کے ہوتی ہیں۔ انگوٹھے کو چھوڑ کر باقی انگیوں کی اسے رکھاؤں کو شمار کریں۔ اگر دست راست میں ایسی بارہ رکھائیں یعنی انگیوں کی تین رکھائیں ہوں تو ایسا شخص تمام عمر خوش حال و خوش گزران رہے گا۔ اگر انگیوں میں ایسی ۱۳ رکھائیں ہوں تو تمام عمر رنج و مصیبت میں مبتلا رہے گا۔ اگر انگیوں میں ایسی ۱۴ رکھائیں ہوں تو ایسا شخص اوسط درجے کی زندگی بسر کرے گا اگر ایسی ۱۵ رکھائیں ہوں تو بڑا چور و زانیہ اور قزاق ہو اگر ایسی ۱۶ رکھائیں ہوں تو قمار بازی میں عمر ضائع کرے گا اگر ایسی ۱۷ رکھائیں ہوں تو ظالم و سفاک اور بے انصاف ہو اگر ایسی ۱۸ رکھائیں ہوں تو ایماندار اور نیکو کار ہو اگر ایسی ۱۹ رکھائیں ہوں تو دھرم اتا اور صاحب عزت ہو اگر ایسی ۲۰ رکھائیں ہوں تو عقلمند اور صاحب عبادت ہو اور اگر ایسی ۲۱ رکھائیں ہوں تو ایسا شخص بد نصیب و مفلس ہو اگر سوائے ہر دو انگوٹھوں کے دست راست و چپ کی انگوٹھوں میں انگیوں کی ایک سے چار چار نشان ہوں تو ایسا شخص جو انصاف ضروری سے فارغ البال اور دنیا میں نیک نام ثابت ہو اور اگر کسی بیشی دونوں ہاتھوں کی انگوٹھوں کے انگیوں کے کل ۳۲ نشان ہوں تو ایسا شخص رنج و راحت میں مساوی رہے اور اگر ایسے تعداد میں کل ۳۳ ہوں تو ایسا شخص علم اور دولت حاصل کرے۔

## انگوٹھے کی علامت

ہر ایک انگلی کے تین جوڑ ہوتے ہیں جو کہ اپنی بڑائی چھوٹائی کے مطابق اپنے جداگانہ خواص رکھتے ہیں کہ انگوٹھے کے ناخن والا حصہ حوصلے سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو ایسا شخص بلند حوصلہ صندی و خود غرض ہوتا ہے۔ اگر اس حصہ کے جوڑ کا نشان عرض رو بہ ہو تو اس شخص کا جنم چاندنی نیکش کا ہو یعنی بوقت پیدائش اس کے قمر زائد النور ہو اگر یہ جو سالم ہو اور کسی جگہ سے شکستہ نہ ہو تو ایسا شخص دولت مند اور تمام عمر خوش گزران ہو۔ اگر جو ٹوٹا ہوا ہو تو ایام سفر سنی میں رنج و مصیبت اٹھائے مگر ایام جوانی میں خوب آرام پاوے اور اگر اس حصہ میں ایک رکھا سیدھی مثل (۱) ہو تو ایسا شخص عابد و متقاضی پرہیزگار اور فقیر مثال ہو (۲) اس سے نیچے کا حصہ عقل سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو ایسا شخص دانا عالم و فاضل اور کلچر ہو اگر اس حصہ میں جو کا نشان ہو تو عمدہ لیکن یہ جو اگر ٹوٹا ہوا ہو تو ایسا شخص بچپن میں آرام پاوے مگر جوانی میں اکثر تکلیفوں کا سامنا کرے اور بڑھاپے میں کامل آرام پاوے۔ (۳) اس سے نیچے کا حصہ نفس سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو عشق بازی میں زیادہ رغبت رکھے اگر اس حصہ میں جو کا نشان شکستہ ہو تو ایسے شخص کا جوانی و بچپن خوب آرام سے گزرے مگر پیری میں تکلیف ہو اور اگر انگوٹھے کے ہر حصہ میں سے کسی مقام پر رکھا مثل (۱) کے ہو تو ایسا شخص بڑا عالم و فاضل اور مشہور زمانہ ثابت ہو۔

اس پر انسانوں کے وکیل نے کہا: خواہ مخواہ زبان چلا رہا ہے یا اس پر کوئی دلیل بھی ہے یا صرف بکواس ہی کا نام مناظرہ ہے؟

کیلئے نے کہا: انسانوں میں جو عابد و زاہد اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ دنیا اور دنیا والوں سے قطع تعلق کر کے درندوں کی بستی میں یعنی پہاڑوں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ انسانوں سے گھبرا کر آتے ہیں اور بے خوف و خطر جانوروں کی بستی میں مقیم رہتے ہیں اور کوئی درندہ انھیں نہیں بھاڑتا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ رابعہ بصری رح جو اللہ کی ولی تھیں وہ جنگل کے بادشاہ شیر پر سوار ہو کر بے خطر پھرتی تھیں اور جنگل کا بادشاہ انھیں کچھ نہیں کہتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کے نیک بندوں کو کچھ نہیں کہتے۔ ہم اللہ کے نافرمانوں کو بھاڑتے ہیں اور وہ ہوتے ہی اس لائق ہیں کہ انھیں بھاڑ دیا جائے جو اللہ کا نافرمان ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اور جو ظالم وہ اس قابل ہے کہ اس کی تباہی کر دی جائے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے: **لَوْ L**

یہ سن کر انسانوں کی گردنیں جھک گئیں وقت کافی ہو چکا تھا۔ عدالت پھر برخاست ہو گئی اور سب اٹھ کر اپنی اپنی پسناہ گاہوں کے طرف چلے گئے۔ (باقی آئندہ)

معائنات

جہاں نمبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے "ایک نور باہمی بن" اس مضمون میں کتابت و تصحیح کی زبردست تامل ہو جانے کی وجہ سے مضمون کا طبعی ہرے بکرا گیا ہے۔ ادارہ اس سلسلے میں معذرت چاہتا ہے۔

(منیر)